اُن کی جو تھک کے بیٹھے سر راہ لے خبر
مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضاؔ
تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

اکثر و بیشتر آپؒ کے ہاں یہ نعت شریف پڑھی جاتی تھی۔ ایک بار تحدیث نعمت کے طور پہ فرماتے ہیں: میں ایک رات محفل کے اختتام پر جب سویا تو خواب میں امام اہل سنتؒ تشریف لائے فرمایا: آج آپ کی محفل سرکار دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوئی مجھے حکم ہوا کہ آپ کو مژدۂ جانفزا سنا کے آؤں۔ فرمانے لگے: اس کے بعد امام اہل سنتؒ کی قدر میرے نزدیک مزید بڑھ گئی۔ بلکہ جب بھی کوئی مصیبت زدہ، پریشاں حال آپ کے پاس آتا اس کی دستگیری کے لیے مکین ﷺ گنبد خضریٰ کے حضور حاضر ہوتے۔ ایک مرتبہ تو فرمانے لگے: وہاں میں اکیلا تھوڑا ہی حاضر ہوتا ہوں۔ آپ اور آپ کے معاملات ایک ہار کی صورت بنا کر میں مالک کونین ﷺ کے قدموں میں رکھ دیتا ہوں۔

اگر ایک سّونے سے بھری کشتی چوری ہو جاتی ہے حاضری کے بعد تین دن میں ملنے کی نوید سنائی جاتی ہے، تو ایسا ہی ہوتا۔ پہاڑ کی چوٹی پر کنوئیں میں پانی آنے کی درخواست دی گئی، وہاں سے فون پہ خوش خبری سناتے ہیں کنواں پانی سے بھر جاتا ہے۔ بے شمار ایسی عنایات سائلین کو نصیب ہوئی ہیں۔ بعض دفعہ تو ساتھ آنے والے ساتھیوں سے فرماتے: اپنی خاص تمنا دل میں رکھو بارگاہ سے خاص نوید عطا کی گئی ہے۔ جس نے جو بھی عریضے پیش کیے دنوں، ہفتوں میں ان کی تمنائیں بھر لائی ہیں۔

میڈیکل کالج اور نیریاں شریف یونیورسٹی ان تھکا دینے والے پروجیکٹس کے ساتھ ساتھ ٹی وی چینل کا مہنگا ترین اور اعصاب شکن منصوبہ پایۂ تکمیل ہونے کو ہے۔ سوال ہونے لگا چینل کا نام کیا ہوگا؟ کچھ لوگوں نے جنھیں علم نہیں کہ یہ اللہ ﷻ کی بارگاہ کا ولی اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ کا خلیفہ دربار غوثیتؒ کا نائب۔ غوث الامتؒ کا جانشین، جماعت اولیائے کاملینؒ کا نقیب، جہاں والوں کا شیخ حضور شیخ العالمؒ ہے۔ ہمارے پاس رہ کر اگر ذرّہ نوازی کرتے ہوئے کچھ پوچھ لیتے ہیں تو یہ اُن کی بندہ نوازی ورنہ بڑی اونچی بارگاہوں سے سلام بھی آتے ہیں اور پیغام بھی۔ مازون من اللہ اور فنا سے گزر کر مقام بقاء پہ فائز ہونے والا وجودِ مقدس ہے۔ ہمہ وقت حضور و سرور کی وجدانی کیفیات میں رہنے والا فقیر ہے۔ دوران تحریر کچھ الفاظ شعر کی صورت میں وارد ہوئے وہ بھی پیش کر دیتا ہوں:

کبھی وہ ہاتھ رکھتے ہیں اور کبھی خود سر پہ آتے ہیں
خدا کے خاص یہ بندے کبھی تنہا نہیں ہوتے

اچانک مدینہ شریف حاضری کی تیاری ہوگئی، فرمایا: جس بارگاہ سے یہ سب عنایات ہو رہی ہیں وہاں سے اُس کا نام بھی عطا ہوگا۔ سبحان اللہ۔ عمرہ کی ادائیگی کے ساتھ ہی مدینہ شریف میں تین چار دن کا قیام اور واپسی پر اچھی خاصی جماعت دربار شریف میں موجود تھی، فرمایا: تین دن عریضے پیش کرتا رہا پھر کرم یوں ہوا کہ میں مواجہہ شریف پہ حاضر تھا کہ نور کی ایک کہکشاں ظاہر ہوئی پھر وہ خوبصورت طشت کی صورت اختیار کرگئی۔ پھر اُس نورانی طشت کا رخ میری طرف کیا گیا تو اُس میں نہایت خوبصورت جلی حروف میں لکھا تھا 'نور'۔ کیا سہانی گھڑیاں تھیں۔ اس قافلہ نسبت و محبت کا ہر فرد نازاں تھا کہ اس کے میر کارواں اللہ ﷻ اور اُس کے محبوب کریم ﷺ کی بارگاہ میں کس قدر مقبول بھی اور محبوب بھی ہیں۔ عشق صادق کی رسائی کتنی بلند ہے۔

شور برپا ہے جہاں میں نورؔ ٹی وی آ گیا
دیتا صدا اپنی زباں میں نورؔ ٹی وی آ گیا
ذکر خدا، نعت نبی ﷺ، حسن ولایت کا امین
نورؔ پھیلانے جہاں میں نور ٹی وی آ گیا
سالک تیرے پیر کی تدبیر ہے کتنی جمیل
ایوانِ باطل میں فغاں ہیں نورؔ ٹی وی آ گیا

عنایات مولانا رومؒ

'نور' نام کے مطابق بدعقیدگی، بدعملی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کو کافور کرنے میں مصروف ہوگیا۔ ON ہوتے ہی پروگرام ترتیب دیئے جانے لگے۔ قرآن و حدیث کو مرکز و محور بنا کر حق و صداقت کی علمبرداری کا آغاز کر دیا گیا۔ یزیدی افکار و نظریات کا رد بڑے احسن انداز میں ہونے لگا۔ شکوک و شبہات کا ازالہ ہونے لگا۔ مرد و زن یکساں طور پہ مستفیض ہو رہے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے اس سے مانوس ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ پھر مشورے دیئے جانے لگے کہ صاحب نور کس نورانی عنوان پہ اپنا بیان شروع فرمائیں گے؟ عوام و خواص بے تابی سے منتظر تھے۔ محفل سجی ہوئی تھی۔

زبانِ ولایت نے خاموشی توڑتے ہوئے ارشاد فرمایا: آج رات ایک بڑے وجیہ و نورانی شخصیت کی زیارت نصیب ہوئی۔ خود فرمانے لگے کہ میں مولائے روم جلال الدین رومیؒ ہوں۔ یہ کہنے آیا ہوں کہ درس مثنوی دیا کریں۔ میں نے عرض کیا (از راہِ عجز): کہ مجھے فارسی پہ اتنی دسترس نہیں۔ فرمایا: شروع کریں میں آپ کے ساتھ ہوں گا۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔

رمضان المبارک 12 جنوری 2012ء کے برکت بھرے لمحات میں درس مثنوی کا آغاز کر دیا گیا۔ ابتداً روزانہ کی بنیاد پر سلسلہ جاری ہوا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اِن دروس کے لیے برسوں تیاری کی گئی ہے۔قرآن و حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اس عارفانہ کلام کوصوفیانہ گفتار کے رنگ میں بیان کرتے ہوئے جب عالمانہ جلال و جمال یکجا ہوتے تو دل و روح کی دنیا نور و سرور سے پرکیف ہو جاتی۔نور کے ایوان سے لاکھوں گھروں تک مرشدِ قلب و روح سے لے کر کروڑوں روح و دل تک زمینی فاصلے سمٹ کر روحانیت کے نیٹ ورک کی وجہ سے ایک محفل اختیار کر جاتے۔ ویسے بھی دور ونزدیک طریقت کی دنیا میں حصول و وصول کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتے۔عملی مظاہرہ جوکتب میں پڑھا تھا دیکھنے کومل رہا ہے۔

حضور شیخ العالمؒ کی فیض رسانیاں

خواہشات نفسانی کیا ہیں؟ اُن کا تدارک کیسے کرنا ہے؟ روح و دل کیسے طہارت حاصل کرتے ہیں؟ روحانی پرواز نصیب ہوتو کیسے علم ہوتا ہے؟ محبوب حقیقی اللہ رب العزت کی محبت کا بیج قلب و روح کے کھیت میں کیسے بویا جاتا ہے؟ پھر سید المحبوبین علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات سے والہانہ عشق و ادب کے انوار کیسے حاصل کیے جائیں؟ عقیدۂ توحید میں پختگی اور آداب رسالت ﷺ میں درستگی، عقائد اہل سنت کی تائیدی وضاحت اور تصوف وصوفی ازم پر اٹھائے جانے والے سوالات پر جاندار جوابات۔غرضیکہ بے شمارعنوانات بیان ہونے لگے۔

یوں لگ رہا ہوتا کہ حضور شیخ العالمؒ مثنوی شریف کے اشعار کو بہانہ بناتے ہیں، اپنا باطنی حال بیان کرتے جاتے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ دوران دروس سامعین و ناظرین کے سینے پہ قاسم جنت وکوثر کے مدینے میں نظر ہوتی ہے۔ بے شمار لوگوں سے سنا ہم جو سوالات شکوک وشبہات دلوں میں لے کے بیٹھتے حضرت صاحبؒ دوران درس اُس کی وضاحت فرما دیتے۔ایسا تو بہت سارے ساتھیوں سے ہوا انھیں عرض کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑی۔

بے شمار لوگ گھروں میں بیٹھے بیٹھے صوفی بن رہے ہیں۔ بڑے بڑے غفلت شعار توبہ کرتے ہوئے آقا ﷺ کی محبت و اطاعت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ ذکرو اذکار کی محفلیں سجنا شروع ہوگئیں۔خواتین اسلام کے میلاد شریف کےعنوان سے اجتماعات گھروں اور مساجد میں منعقد ہونے لگیں۔ حیاء و وفا کا احیاء ہونے لگا۔ بے شمار خواتین باپردہ لباس زیب تن کرنے لگیں۔ اسلامی ماحول کی تدبیر قائم ہونے سے رشتوں کا تقدس اور بڑوں کا احترام بحال ہونا شروع ہوگیا۔ درس مثنوی کے اثرات و برکات سے رشد و ہدایت کے خوبصورت سلسلے قائم ہو گئے۔تعلیم و تربیت، اوراد و وظائف کا سلسلہ اتنے وسیع پیمانے پہ جاری ہوا کہ زمینی حدود قیود سے ماوراء تقریباً ۱۷۰ ممالک کے لوگ یکساں فیض یاب ہو رہے ہیں۔

آخر وہ وقت آن پہنچا اور حضور بابا جی محمد قاسم صادق موہڑویؒ کی عطا کردہ دعا کی قبولیت کا عملی مظاہرہ مشرق و مغرب، شمال و جنوب والوں نے دیکھا۔ حضور والی نیریاں قبلہ عالم خواجہ خواجگان خواجہ غزنویؒ کے شہزادے عالم ربّانی شیخ العالمؒ کی حیثیت سے نور ٹی وی کے ایوان سے براہِ راست لاکھوں مرد و زن کو دامن نسبت و بیعت کے اعزاز سے مشرف فرما رہے ہیں۔ بیک وقت بے شمار گھروں میں لا الٰہ الا اللہ اور اللہ ھو کی صدائیں بلند ہونے سے چار دیواری میں روحانی فضا نے ڈیرے جما لیے۔

اُن ہی دنوں کی بات ہے کہ جرمنی سے ایک بہن کا فون آیا جو رو رو کے سنا رہی تھی کہ جس دن آپ نے ہمیں نقشبندی سلسلے میں لیا میں نے خاوند سے کہا کیا ہی مزہ ہوتا کہ ہم دونوں قدموں میں حاضر ہو کے بیعت ہوتے۔ اتفاق کی بات ہے اُس وقت خاکسار مرشد کریمؒ کی بارگاہ میں موجود تھا۔ اُس ہماری پیر بہن کی آواز تھوڑی تھوڑی پاس بیٹھنے والوں کو سنائی دیتی تھی۔ اتنی رقت و کیفیت میں رُوتے ہوئے اُس نے بتایا کہ اُسی رات کیا ہوا سونے کے لیے بیڈ پہ گئے تھوڑی سی غنودگی ہوئی کیا دیکھتے ہیں کہ آپ ہمارے گھر تشریف لائے۔ سامنے والی کرسی پہ تشریف رکھتے ہوئے فرماتے ہیں: جلدی کرو وضو کر کے دونوں آ جاؤ میں تمھیں بیعت کرتا ہوں۔ وہ بار بار کہتی حضور! یہ خواب نہیں۔ آپ کافی دیر ہمارے پاس رہے، ہمارے دکھ سکھ سنے اور وظائف عطا فرمائے۔ حضور! جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو ہمارے سارے گھر سے خوشبوؤں کے بُلّے پھوٹ رہے تھے۔

لاریب فیہ، جب اللہ ﷻ کا خاص بندہ محبت و قرب میں ولایت کا خاص مقام حاصل کر لیتا ہے تو حدیث قدسی کے مطابق وہ خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن کر دور و نزدیک تصرف کرتا ہے۔ حضور شیخ العالمؒ اُسی قدّوسی جماعت کے ایک فرد اور مردِ کامل ہیں۔

مزید ایک حقیقت عرض کرتا جاؤں: اُن پاکانِ امت کے نام اُن کے کام کے مطابق ہوتے ہیں۔ اسم بامسمّٰی ہوتے ہیں۔ جس کی خدمات دینِ اسلام کے عقائد و معمولات کی عظمت مردہ دلوں کو زندہ کر دے انھیں محی الدّین اور وہ بندۂ خدا جو اپنی استقامت اور جہدِ مسلسل سے پوری دنیا میں دینِ محمدی ﷺ کے علَم کو بلند کر دے اُنھیں شیخ العالم علاؤالدینؒ کے مقدس ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔

یاد رکھیں! دنیا کی مارکیٹ میں نام نہاد بناوٹی صوفیوں کی کمی نہیں۔ خود ساختہ titles کا بڑا پرچار کیا جاتا ہے۔ رقمیں خرچ کی جاتی ہیں۔ درباری مولوی بھی ہائر کے لیے جاتے ہیں لیکن سب خود ساختہ نام پانی کے بلبلے کی طرح ہوتے ہیں۔ چند دنوں میں نسیاً منسیا کی نذر ہو جاتے ہیں۔ لیکن اللہ الحی القیوم ذات کے دوست نائبین بارگاہِ رسالت ﷺ کے ہاں تصنع و بناوٹ اور ریا کاری نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ انھیں جو القابات عطا ہوتے ہیں وہ خود بخود لوگوں کی زبانوں پہ جاری ہوتے ہیں۔ لوگوں کے روح و دل اُن کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اُن کے ہاں اُس بندۂ خدا کی محبت و ذکر کے چراغ جلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ قبر میں اترتے ہیں تو اُن کی

دار العلوم محمدیہ ذوالاسرار صدیقیہ

قبر جنت بن جاتی ہے۔ اُس مٹی کی کیا جرات کہ اس عاشق خدا و مصطفیٰ ﷺ کا کفن بھی میلا کر سکے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کی اُلفت میں جو مرتے ہیں
اللہ کے وہ بندے زندہ ہیں مزاروں میں

بعد از وصال کاملین کے تصرفات، پیشوائی و راہنمائی کی ایک جھلک مندرجہ بالا حقائق میں نظر آتی ہے۔ دروسِ مثنوی کے ذریعے نورِ معرفت، قرب نبی ﷺ کے جام پلانے کے سلسلے جاری ہی تھے آپؒ نے دیوان شمس، جو درحقیقت مولائے رومؒ کا کلام باہتمام ہے جو انھوں نے اپنے مرشد کریمؒ ہی کے نام سے منسوب کر رکھا ہے۔ اُس کی تلاش شروع کر دی۔ تلاش بسیار کے بعد اصل صورت میں پورا دیوان نہ مل سکا۔

انہی دنوں اس محبوب اولیاءؒ کی چاہت کو عملی جامہ پہنانے کا عملی مظاہرہ روحانی تصرف اور تائید کا منظر دیکھنے میں آیا۔ بحمد اللہ تعالیٰ ناچیز دیگر ساتھیوں کے ساتھ دربار فیض بار میں موجود تھا، ایک نووارد نوجوان جس کا تعلق ایران سے ہے وہ پہلی بار اس محفل میں نظر آیا۔ حضور شیخ العالمؒ حسب عادت خود ہی بڑی شفقت و محبت سے اُس سے مخاطب ہوئے۔ اُس نے عرض کیا: میں دو زبانوں میں گفتگو کر سکتا ہوں فارسی اور انگلش۔ حضرت صاحبؒ نے فی البدیع اُس سے فارسی میں گفتگو شروع کر دی۔ اُس نے عرض کیا: میرا آبائی وطن ایران ہے، ان دنوں ہالینڈ میں رہائش پذیر ہوں۔ ایک رات خواب میں ایک نورانی بزرگ کی زیارت ہوئی، وہ مجھے فرماتے ہیں کہ: آپ اپنے ملک ایران جاؤ، وہاں سے فلاں کتب خانہ سے دیوان شمس خرید کے لاؤ۔ نہایت نفیس ترین جس کی طباعت کی گئی، برمنگھم میں شیخ علاؤالدین صدیقی ہیں انھیں پیش کرو۔

میں نے ویسے ہی سمجھا لیکن پھر دوسری مرتبہ ایسے ہی ایک حکم دیا گیا۔ لیکن تیسری بار تو جلالی انداز میں ہاتھ میں ایک عصاء لیے ہوئے تشریف لائے اور سختی سے یہی ارشاد فرمایا۔ وہ کہنے لگا: پھر میں فوراً ایران چلا گیا اور وہاں سے یہ دیوان شمس لیا اور لندن ائیر پورٹ سے سیدھا میں آپ کے ہی پاس آیا۔ پیش کرتے ہوئے عرض کرتا ہے: یہ ہے آپ کی امانت۔ سبحان اللہ۔ محفل پہ خاص کیفیت طاری ہوگئی۔ ساتھ ہی ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے یہ بھی حکم ہے کہ سلسلہ طریقت میں بھی شامل ہونا۔ قبلہ شیخ العالمؒ اسے شرف بیعت عطا کرتے ہوئے خاص دعاؤں سے نوازتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ رُشد و ہدایت اور دینی اشاعت کے انوار سے ایک جہاں مستفیض ہوتا رہا اور ہو رہا ہے۔ دین حق کی حقانیت پہ اغیار کی طرف سے ڈالے جانے والے پردے چاک ہونے لگے۔ حق و صداقت کا سورج اپنی کرنوں سے دلوں کو روشن و منور کرنے لگا۔ کفر و شرک کے بت مسمار ہونے لگے۔ ہر مذہب و مسلک کے لوگ جناب کی محفل کی زینت بننے لگے۔ دامن اسلام میں پناہ حاصل کرنے لگے۔

ایک دن یہ منظر بھی حاضرین نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک سردار صاحب سکھ فیملی کے ساتھ قدموں میں بیٹھے عرض کر رہے ہیں: بابا جی! ہماری ساری فیملی باقاعدگی سے آپ کا درس مثنوی سنتے ہیں۔ بڑا سکون نصیب ہوتا ہے۔ پھر دلوں میں آپ کے دین سے بڑی محبت ہو گئی۔ خطرہ درپیش ہو گیا کہ کہیں سکھی چھوڑنے پہ تیار نہ ہو جائیں تو پھر سننا، دیکھنا چھوڑ دیا۔ ابھی دو تین دن ہی ہوئے تھے خواب میں ایک بڑے جلال و جمال والے بابا جی آتے ہیں اور فرماتے ہیں: میں بابا فرید الدینؒ ہوں تمھیں کہنے آیا ہوں کہ بابا علاؤالدینؒ کا درس دیکھتے رہنا۔ ہم نے پھر سے دیکھنا شروع کر دیا۔ اب میں اور میری فیملی اندر سے مسلمان ہو گئے ہیں لیکن ظاہر کرنا خاندانی ڈر کی وجہ سے مشکل ہے۔ حضرت صاحبؒ بڑے پیار سے پنجابی میں کچھ محبت والے جملے ارشاد فرماتے ہیں: ہِک دن اندر والا نور باہر آ ای جاسی۔

عشق کے گلشن کھلائے پیر علاؤالدینؒ نے
فیض کے دریا بہائے پیر علاؤالدینؒ نے
دنیا داری مئے نوشی میں سراپا جو غرق تھے
خواب غفلت سے جگائے پیر علاؤالدینؒ نے
راہ بھٹکے منزل اٹکے بامراد ہو گئے
مثنوی کے درس سنائے پیر علاؤالدینؒ نے
کس قدر نہ جانے سالک بانصیب ہو گئے
تجھ جیسے لاکھوں نبھائے پیر علاؤالدینؒ نے

ملتِ اسلامیہ کا بے باک مجاہد

سجادہ نشین آستانہ عالیہ نیریاں شریف جو اس شعر کے حقیقی مصداق ہیں:

نگاہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

آپ وہ مردِ میدان ہیں جو خانقاہ سے نکل کر رسمِ شبیریؓ ادا کرنے میں مصروف ہیں۔ نگاہ کی بلندی، سخن کی دلنوازی، جان کا درد و سوز، زہد و ورع، عزم و حوصلہ لیے ہوئے جدھر رُخ کرتے ہیں باطل طاغوتی طاقتوں اور یزیدی ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیتے ہیں۔

حضور خواجہ غزنویؒ کی عظیم مسند کا یہ وارث رضائے الٰہی اور قربِ رسول ﷺ کو اپنی منزل بنا کر دینی و دنیاوی علوم کے مراکز قائم کرنے، مخلوقِ خدا کی خدمت اور دینِ محمدی ﷺ کی نشر و اشاعت کے مشن کے لیے تحریک کا رنگ دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تھوڑے ہی عرصہ میں جانشین قبلہ عالمؒ کی سرپرستی میں میڈیکل کالج میرپور، محی الدین یونیورسٹی، محی الدین گرلز کالج برنلے، محی الدین گرلز کالج برمنگھم اور نور ٹی وی سمیت درجنوں دینی ادارے ملک کے طول وعرض میں نظر آنے لگتے ہیں۔

ہزار ہا مفلس و مفلوک الحال لوگوں کی مدد کی جانے لگی۔ بے شمار غریب طلباء و طالبات کے لیے تعلیم کا حصول آسان کر دیا گیا۔ UK و یورپ میں بسنے والے لاکھوں اہل ایمان کے دلوں میں عشقِ نبی ﷺ کی شمع روشن کر کے خدا و مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ کی طرف متوجہ کرنے کا عمل ہمیشہ سے صوفیائے کرام کے طریق میں شامل رہا ہے۔

اپنے وقت کے عظیم روحانی پیشوا نے طریقت کے ان ہی رجحانات و اقدامات کو بروئے کار لاتے ہوئے دعوت و تبلیغ کو جاری رکھا ہوا ہے۔ روحانی تقویت کے لیے شیخ کامل کی جسمانی سنگت وصحبت تریاق کا کام کرتی ہے۔ بڑے بڑے اجتماعات و اعراس اور جشن میلاد النبی ﷺ کے عنوان سے منعقد کیے جا رہے ہیں اور صاحب علم و حکمت، پیکر حسن و جمال، صاحب قلب سلیم شیخ العالمؒ ایک طرف میخانہ عشق و محبت سے ساقی کی حیثیت سے جامِ شریعت و طریقت پلا رہے ہیں اور دوسری جانب امت مسلمہ کے کھوئے ہوئے وقار کو بحال کرنے کے لیے عملی اقدامات کے لیے ذہن سازی فرما رہے ہیں۔

کیونکہ آپ کے نزدیک امتِ مرحومہ کو زوال سے نکال کر عروج و کمال کی شاہراہ پر گامزن کرنے کے لیے نوجوان نسل کے لیے علم و دانش اور صوفیانہ طرزِ فکر کی ایسی حسین درسگاہیں ازحد ضروری ہیں جہاں عصری علوم اور دنیاوی و روحانی علوم کی تدریس و تربیت کا متوازن انتظام ہو۔ جہاں اللہ ﷻ اور نبی دو جہاں ﷺ کے نام بلند کرنے والی نسل تیار ہو۔ جن کا ظاہر و باطن تقویٰ، محبت رسول ﷺ اور نورِ معرفت سے مزین ہو۔ وہ جس شعبہ زندگی میں جائیں ہمدردی اور خلق محمدی ﷺ کی خوشبو مہکاتے جائیں۔ آپ صرف تھیوری پیش کرنے اور زبانی جمع خرچ کے تو بالکل ہی قائل نہیں تھے۔

احیائے دین کے کسی منصوبے کے عملی اقدام کے بارے میں دماغ ولایت سے سوچ کر جو فیصلہ فرماتے ساتھ ہی اس کی تعمیر و تکمیل کے لیے جو بھی لائحہ عمل ہوتا اُس پہ عمل درآمد شروع ہو جاتا۔ آپ کا پاکیزہ کردار اور زمینی حقائق اس کے گواہ ہیں۔

آپ کو پاکیزہ تصورات و خیالات کے ساتھ اُن ہی لمحات میں لے جانا چاہتا ہوں کہ جب حضور شیخ العالمؒ یورپ و UK کے سب سے بڑے جلسہ و جلوس کے اپریل کے مہینے میں منعقد کرنے کا اعلان کرتے

ہیں چونکہ اپریل انگلش کیلنڈر کے مطابق سرور عالم رحمت العالمین ﷺ کی ولادت کا مہینہ ہے۔آسٹن پارک میں عالی شان انتظامات ہونے لگتے ہیں۔

ہزاروں پونڈز کے اخراجات میں حکومت سے اجازت بھی ایک بڑا مسئلہ ہے لیکن دیکھتے ہی دیکھتے انگلش اخبارات کی رپورٹ کے مطابق تیس ہزار سے زائد مرد و زن کا اجتماع چشم فلک نے دیکھا۔ پوری دنیا سے نامور اسلامی سکالرز کے ساتھ برطانیہ بھر کے جیّد علماء اور غیر مسلم سیاسی لیڈرز و دیگر دھرم کے لوگ سٹیج پر باری باری آ کر اسلام اور داعی اسلام ﷺ کی عظمت کے خطبے سناتے نظر آتے ہیں۔ یادِ نبی ﷺ اور میلاد نبی ﷺ کے عنوان پر اتنی کثرت سے شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کو اکٹھا کر کے انھیں عشق نبی ﷺ اور ادب نبی ﷺ کے جام پلانا یہ امتیازات حضور شیخ العالمؒ میں سے ہے۔ اُس طرح جامعیت اور شان و شوکت کے ساتھ جشن آمد رسول ﷺ منانا اب کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

اسی طرح ایک سال پروگرام کا وقت قریب تھا، انتظامات ابھی نہ ہونے کے برابر تھے۔ طبیعت مبارکہ پہ پریشانی کے آثار تھے۔ لیکن جب دوسرے دن ساتھیوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے تو روئے مقدس پر ہشاش بشاش مسکراہٹوں نے گویا پہرے ڈالے ہوئے ہیں۔ فرمانے لگے: درپیش آنے والے معاملات میں پریشان ہوتا ہوں ایک لحہ کے لیے دوسرے لحہ میں وہ معاملہ آقایانِ نعمت کے حوالے کر دیتا ہوں پھر کوئی پریشانی نہیں رہتی۔

فرمانے لگے: آج رات کے پچھلے پہر میں تھوڑی غنودگی سی وارد ہوئی کیا دیکھتا ہوں حضور قبلہ بابا جی موہڑویؒ اور حضور قبلہ عالمؒ پھر اُن کے ساتھ حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ ہاتھ میں کچھ پیپرز لیے آتے ہیں اور آسٹن پارک کے پروگرام کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں کہ یہ جگہ جو تیار کی جا رہی ہے یہ لوگوں کے لیے کافی ہوگی کہ نہیں؟ سارے انتظامات پر آپس میں گفتگو کرتے ہیں۔ میں سن بھی رہا ہوں دیکھ بھی رہا ہوں۔ پھر اُن میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں: اس پروگرام کی منظوری حضور غوث الاعظمؒ فرمائیں گے۔

اتنے میں سارے بزرگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر میں حضور غوث الاعظمؒ کی جلوہ گری ہوتی ہے۔ وہ منظوری دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: اس بار پہلے سے زیادہ لوگ آئیں گے۔ پھر مسکراتے ہوئے مجھے دیکھتے ہیں اور تشریف لے جاتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں: جو تھوڑا سا بوجھ تھا وہ بھی دور ہو گیا اور یقینِ کامل ہو گیا کہ جن کا پروگرام ہے اُن کی نظر میں ہیں۔

برادرانِ اسلام! اس میں کوئی شک نہیں اللہ ﷻ اپنے جس بندے کو اپنے دین کی خاص خدمت کے لیے پسند فرماتا ہے اسے صلاحیت، ہمت اور استقامت بھی خوب عطا فرماتا ہے۔ اپنی بارگاہ سے خاص مدد کے ساتھ ساتھ جو اس کی مدد کے مظہر صالحین امت ہیں اُن کی بھی تائید و حمایت عطا فرماتا ہے۔عوام الناس بھی جان

و دل کے ساتھ مائل کر دیئے جاتے ہیں۔ ہزاروں سلیم الفطرت انسان اُس کی سنگت ومعیّت سے فیض یاب کر دیے جاتے ہیں جو ہمیشہ وفاداری و جانثاری کے اسلحہ سے لیس ہو کر مال و جان قربان کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔

تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لیے جرات مندانہ و قائدانہ کردار

جب گستاخانہ فلم (Innocence of Muslims) کے ذریعے دنیا کے کمینہ ترین لوگوں نے کائنات کی محبوب ترین اور عظیم ترین ہستی کی ذات والا صفات بہر حال جو معصوم ومحفوظ ہے کے بارے میں توہین آمیز باتیں منسوب کرنے کی ناکام کوشش کی۔ تو پورا عالم اسلام کرب و اضطراب، شدید غم وغصہ کی حالت میں تھا۔ ہر کوئی جلسے اور جلوس کے ذریعے اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کر رہا ہے لیکن تھوڑے دنوں میں جذبات ٹھنڈے پڑ گئے۔ اُن ہی دنوں میں نور ٹی وی کے ایوان سے پرخلوص مگر دھیمے لہجے میں سوزِ عشق سے ڈھلے ہوئے الفاظ میں اعلان ہوا جس میں بلالی اذان کی تاثیر تھی۔

آؤ! تمام کلمہ گو اس موقع پر اکٹھے ہو جائیں تا کہ اغیار کو یقین ہو جائے کہ تحفظ ناموس رسالت ﷺ پر ہم سب ایک ہیں۔ یہ پرتاثیر آواز رومی دوراں، سفیر عشق مصطفیٰ ﷺ حضور شیخ العالم علامہ پیر علاؤالدین صدیقیؒ کی تھی۔ زبانِ ولایت سے جاری ہونے والے یہ وہ جملے تھے جنھوں نے تمام مسالک کے عوام وخواص کے دل و دماغ پر ایسی دستک دی جس سے سوئی ہوئی قوم جاگ گئی۔ بیداری اور ناموس مصطفیٰ ﷺ کی پاسداری کی ایسی لہر اٹھی کہ تمام مسلمانوں کو برٹش مسلم الائنس کے ایک پلیٹ فارم پہ اکٹھا کر دیا۔ تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لیے تمام مکاتب فکر کے اکابرین نے حضور شیخ العالمؒ کی قیادت وسیادت میں تحریک کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا۔

پھر کیا تھا؟ غوث الامتؒ کی خانقاہ کا سجادہ نشین رسم شبیری ادا کرنے کے لیے مردِ میداں کی حیثیت سے میدان میں ہیں۔ نگاہ کی بلندی، سخن کی دلنوازی، جاں پرسوزی کا عملی مظاہرہ دکھا رہے ہیں۔ ملاقاتیں ہو رہی، اجتماعات ہو رہے ہیں۔ عوام الناس کی ذہن سازی ہو رہی ہے۔ عشق نبی ﷺ میں جینے مرنے کے گر سکھائے جا رہے ہیں۔ رات دن میر کارواں صحت کی خرابی اور پیرانہ سالی کے باوجود عزم وحوصلہ سے ہر قدم صوفیانہ وقار و دانش مندانہ افکار سے قلندرانہ کردار سے اٹھاتے ہوئے اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

پہلا فیصلہ کن اور معرکہ کن احتجاج 6 اکتوبر 2012ء کو پارلیمنٹ ہاؤس آف لندن کے باہر کیا گیا۔ جس میں 20 ہزار سے زائد مسلمانوں نے شرکت کی۔ جس میں تمام مکاتب فکر کی نمائندگی موجود تھی۔ جس کے انتظامات اپنی مثال آپ تھے۔ تکبیر و رسالت کے نعروں سے لندن کے ایوان گونج رہے تھے۔ تاریخ میں پہلی دفعہ وہاں اذان بلند ہوئی۔ مرشد کریمؒ کی توجہ سے یہ سعادت راقم کے حصے میں آئی۔ UK کے اسلامی چینلز سمیت تقریباً 18

چینلز نے پرامن مظاہرہ براہ راست نشر کیا۔ جس کی وجہ سے اہلِ اقتدار تک مسلمانوں کے احساسات، جذبات کی شدت وحدت پہنچی۔

قائد تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ نے واضح انداز میں اپنی ایمانی آواز اُن تک پہنچا دی کہ ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن ہم نے اپنے نبی ﷺ سمیت کسی بھی نبیؑ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم جان لینے نہ سہی جان دینے کے لیے ہمہ وقت تیار ہیں۔ اس عظیم الشان مظاہرے کے نتائج ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے آئینی اور قانونی جنگ لڑنے کا پروگرام دے دیا۔ ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کے دستخطوں سے petitions تیار کر دی گئیں اور آپ وہ پہلے مسلمان راہنما ہیں جنہوں نے پہلی بار ہائی کورٹ لندن میں ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے 11 اکتوبر 2012ء میں کیس دائر کیا۔ MPs سے ملاقاتوں کے ساتھ ساتھ وہ پہلے لیڈر ہیں جنہوں نے ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۲ء میں برطانیہ کے پرائم منسٹر ڈیوڈ کیمرون کے ساتھ علماء اہل سنت کی موجودگی میں ملاقات کی اور بڑے جاندار طریقے سے موقف پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''امریکہ کے صدر نے تو اس توہین آمیز فلم پر مذمت کی لیکن آپ نے تو ایسا بھی نہیں کیا۔،،

وزیر اعظم نے فوراً کہا: ''میں اس تاخیر پر معذرت کرتا ہوں،، اور گستاخانہ فلموں کے سدّ باب کے لیے قانون سازی پر فوری توجہ دینے کا وعدہ کیا۔

نقیب عشق مصطفیٰ ﷺ نے اسی پہ اکتفا نہیں کیا حسینی مشن کا یہ سفر جاری رکھتے ہوئے ۱۲ نومبر ۲۰۱۲ء ہاؤس آف لارڈز میں تمام مسالک کی نمائندہ کانفرنس میں صدارت فرمائی جس میں لارڈز اور MPs شریک ہوئے۔

اس کے ساتھ ہی آپ نے ہائیڈ پارک لندن میں لاکھوں مسلمانوں کے احتجاج کا پروگرام کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ اس کے لیے کوشاں تھے کہ قدرت خداوندی کا اٹل فیصلہ آڑے آ گیا۔ قائد تحریک کے وہ جرات مندانہ اقدامات کے اثرات ہی ہیں کہ اہل ایمان کے دلوں میں آنِ نبی ﷺ اور شانِ نبی ﷺ پر کٹ مرنے کے جذبات پروان چڑھ رہے ہیں اور فرانس کی عدالت نے بھی اب توہین رسالت کو جرم قرار دیا ہے۔

عقائد اہل سنت کی ترجمانی

یوں تو عقائد و معمولات اہل سنت قرآن و حدیث سے ثابت ہیں جنھیں صحابہ کرامؓ، اہل بیت اطہارؓ، سلف صالحینؒ، علمائے ربانیینؒ کی تائید و حمایت حاصل ہے۔ صدیوں سے امت کی کثرت اپنائے ہوئے ہے جو چنیدہ بھی ہیں، پسندیدہ بھی ہیں اور دین فطرت کے عین مطابق ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ سے اہل سنت کا نام لے کر کچھ علماء اور پیر صاحبان جن میں رافضیت، تفضیلیت اور خارجیت کے جراثیم تھے طے شدہ عقائد میں شکوک و شبہات پیدا کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کیا کہ میرے نزدیک میری تحقیق یہ ہے۔

ظلم یہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم السلام کی شان میں توہین آمیز جملے بولنے اور لکھنے شروع کر دیے۔ رافضیت کی زبان بولنا شروع ہو گئے تو آپ نے کلمہ حق کا فریضہ ادا کرتے ہوئے علمائے اہل سنت کی معیت میں اُن کے خلاف بھر پور آواز اٹھائی۔ دلائل کے ساتھ رد کیا گیا۔ کتب کے ذریعے اُن کے نظریات کی باطلیت کو ثابت کیا گیا۔ دیکھتے دیکھتے وہ بدعقیدگی کے مارے ہوئے زوال کی نظر ہوئے۔ اہل ایمان اُن کی بے ادبی اور گمراہی سے آگاہ ہوئے۔ اُن ایام میں صحابہ و اہل بیت اطہار علیہم السلام کی عظمت و شان میں آپ کے خطابات اپنی مثال آپ تھے، جنہوں نے امت کو اس بڑے فتنہ سے کافی حد تک نجات دلائی۔ آپ کے یہ ارشادات آج بھی زبان زدِ عام ہیں:

''حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت ہمارا ایمان ہے، اہل بیت اطہار علیہم السلام کی محبت ہماری جان ہے، صحابہ کرام علیہم السلام کی محبت ہماری شان ہے۔ ہم نہ ایمان چھوڑ سکتے ہیں، نہ جان اور نہ شان چھوڑ سکتے ہیں۔''

مزید ایک موقع پر فرمایا کہ: ''نعرۂ تحقیق حقیقت ہے اور نعرۂ حیدری محبت ہے۔ جہاں حقیقت و محبت دونوں ہوں وہاں عقیدت جنم لیتی ہے''۔

خانقاہی نظام میں قبلہ نمائی

صوفیانہ افکار ونظریات کی علمبرداری کرتے ہوئے تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ میں عزیمت و جرات کی راہ پہ چلنے والے اس مجاہد فی سبیل اللہ کے خلاف عالمی طاغوتی طاقتیں اپنی سازشوں میں مصروف ہو گئیں۔ جس کی وجہ سے کئی بار جانی خطرات بھی لاحق ہوئے۔ مشن میں رکاوٹیں بھی ڈالی گئیں۔ دوسری طرف جب سے دربار نیریاں شریف کے مسند نشین کی حیثیت سے غزنوی غوث کے دعوت وتبلیغ اور خدمت خلق کے مشن کو رات دن کی محنت و استقامت اور اپنی خداداد صلاحیت سے مقام عروج کی طرف لے گئے۔ مشرق ومغرب، شمال و جنوب میں ہر طرف نیریاں شریف کا نام گونجنے لگا۔ اپنے اور غیر بھی حسد کی آگ میں جلنے لگے۔

حرص و لالچ کے مارے علماء، روایتی پیر اور بے قدرے مرید حقیقت نا آشنا خلفاء، وقت کے حکمران یہاں تک کہ آپ کے خاندان کے بعض افراد بھی آپ کے مشن کے خلاف ہرزہ سرائیوں میں مصروف رہے۔ اس کے علاوہ جن لوگوں کو آپ نے کسی خاص ڈیوٹی پہ مقرر کیا اُن میں سے بھی بعض جیفۃ الکلب مزاج بدنصیب مالی معاملات میں خرد برد کر کے بے بہا نقصان کے مرتکب ہوئے۔ ایسا ہونا ہی تھا۔

حضور شیخ العالمؒ جس راہِ عزیمت کے مسافر تھے وہ کانٹوں اور نوکیلے پتھروں کی راہ ہے۔ قدم قدم پہ شیطانی ذرّیت سازشوں کی آگ بھڑکائے بیٹھی ہے لیکن باخدا یہ عاشق صادق بڑی دلیری اور عزیمت سے اُن

اٹھے ہوئے طوفانوں کو پرِ کا کی حیثیت نہیں دے رہا۔ کیونکہ وہ حق آگاہ بھی ہے اور منزل آشنا بھی۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ:

یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لینا
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

اس کے ساتھ میں اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے آگے بڑھتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں مخلصین اور محبین کی ایک اچھی خاصی تعداد اپنی مالی معاونت کے ساتھ ان سارے منصوبوں کی تعمیر و تکمیل میں ساتھ ساتھ رہی۔ حضرات کے ساتھ ساتھ خواتین اسلام کا اہم کردار موجود رہا، لیکن تنظیمی لحاظ سے ہمیشہ کمزوری سامنے آتی رہی۔

آپ جہاں موجود ہوتے وہاں تو پروانوں کی طرح کارکن موجود رہتے۔ حکم کی تعمیل میں دن رات کام کرتے لیکن جیسے ہی آپ کسی دوسرے مقام پر تشریف لے جاتے تو وہاں کارکن خواب خرگوش کے مزے لینا شروع کر دیتے اور اسی طرح جب کوئی ادارہ قائم ہو جاتا وہاں ڈیوٹی پر مقرر لوگ الا ماشا اللہ استثنیٰ ہر چیز میں ہوتی ہے زیادہ تر غفلت، سستی اور بعض نانہجار جان بوجھ کر مشن سے ہٹتے ہوئے نقصان دینے والوں میں شامل ہو گئے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہوتی کہ سیکنڈ لائن قیادت جو حضرت صاحب کی عدم موجودگی میں کام کرتی اُس نے اس طرف بالکل ہی اخلاص نہیں دکھایا۔ لیکن جہاں مخلصین کی جماعت کے ساتھ سیکنڈ لائن قیادت بھی متحرک رہی وہ ادارے قائم بھی ہیں اور بڑے شاندار طریقے سے خدمات میں مصروف بھی۔

سینکڑوں طلباء و طالبات مستفیض بھی ہو رہے ہیں اور سینکڑوں علماء اور ڈاکٹرز تیار ہو کر ملک کے مختلف مقامات اور طبقات میں اہم خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان میں سے بعض بیرون ملک بھی اپنے ملک اور ادارے کا نام روشن کر رہے ہیں۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جماعت کا صرف نام ہی تھا حضور شیخ العالمؒ کی ذات ہی تھی جس سے ساری جماعت کا بھرم رہا ہے۔ وہ اپنی ذات میں ایک جماعت ہونے کی وجہ سے یہ عظیم کارہائے نمایاں کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

پاکستان کی ایک منظّم مذہبی و سیاسی جماعت کے راہنما نے قبلہ حضرت صاحبؒ کی ہمہ جہت شخصیت کی علمی، سماجی اور روحانی خدمات سے متاثر ہو کے اپنے ایک اجلاس میں کہا تھا: کاش! ہماری جماعت کے ہاں پیر علاؤالدین صدیقی جیسا راہنما ہوتا۔

یہ وہ حقیقت ہے جس کا اعتراف کرنے والے ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں موجود

ہیں۔ یہاں برطانیہ کے ایک مشہور لیڈر جن کا مسلکی اعتبار سے تعلق دوسرے عقیدہ سے ہے ایک بڑے اجتماع میں کہا تھا: ہماری ڈکشنری میں 'پیر' کا لفظ موجود نہیں لیکن میں پیر علاؤالدین صدیقی کو 'پیر' مانتا ہوں۔

ایک دن دربار شریف میں اہل حدیث مسلک سے تعلق رکھنے والا ایک نوجوان غالباً مانچسٹر سے آیا تھا اپنا خواب سنا رہا تھا کہ آپؒ میرے خواب میں آتے ہیں اور مجھے کہتے ہیں کہ تمھاری آنکھ میں داغ ہے جس کا مجھے علم نہیں تھا۔ جب آئینے میں دیکھا تو واقعی تھا۔ یہ کیا ہے؟ ویسے 'پیر' کا لفظ ہمارے ہاں نہیں مانا جاتا ہے۔ آپ بڑے پیار سے اُس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرماتے: 'بھائی' کا لفظ تو ضرور ہوگا؟ وہ کہنے لگا: وہ ہے۔ آپؒ نے فرمایا: آپ میرے بھائی ہیں۔ پھر کیا تھا؟ پیکرِحسن و جمال کی زبان سے یہ محبت بھرا جملہ جیسے ہی ادا ہوا اُس کی آنکھیں پرنم ہوگئیں۔ پھر آپؒ نے فرمایا: سارے ساتھی جائیں لنگر تناول فرمائیں اور ہمارے لیے یہاں ہی بھیج دیں۔ پھر یہ منظر بھی دیکھا گیا۔ وہ حضرت صاحبؒ کے پاس بیٹھ کر لنگر کھانے کی سعادت حاصل کر رہا تھا۔ پھر ہمیشہ کے لیے زلفوں کا اسیر ہوکر پیر کاملؒ کا مرید بن گیا۔

غالباً وہی شخص عمرہ کی ادائیگی کے لیے گیا تو مدینہ شریف سے حضرت صاحبؒ سے فون پر رابطے میں تھا اور آداب زیارت میں راہنمائی لے رہا تھا۔ بے شمار دیگر مسالک سے تعلق رکھنے والے عوام اور علماء آپ کے دست حق پرست پر بیعت حاصل کر کے اہل محبت کی صف میں شامل ہوتے رہے اور ظاہری و باطنی فیض سے مستفیض ہوتے رہے۔

اسی طرح آپ کے خلاف ہمیشہ سازش کرنے والے اور دشمنی میں انتہا کو چھونے والے بھی آجاتے۔ اُنھیں بڑے ہی پیار و شفقت سے ویلکم کرتے اور محفل کے خاص لوگوں میں شامل کر لیتے۔ ان میں سے بعض بد نصیب و بدمزاج یہاں رہتے ہوئے بھی اپنی عادت جاری رکھتے۔ جن کے کرتوتوں کی وجہ سے جماعت کے مخلص افراد پریشانیوں سے دوچار رہتے۔ خود حضرت صاحبؒ کی ذات بھی محض تنقید کا نشانہ بنائی جاتی لیکن سب برداشت کرتے۔

کسی نے ایک دفعہ عرض کیا یہ لوگ باہر جا کر کچھ اچھے الفاظ نہیں بولتے۔ بدعقیدہ لوگوں کے پاس جا کر اُن کے راگ الاپتے ہیں اور اپنے آپ کو یہ بڑے چالاک و ہوشیار سمجھتے ہیں۔ تو آپؒ نے فرمایا: درویش کی مجلس میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ میں بفضلہٖ تعالیٰ ہر آنے والے سے باخبر ہوتا ہوں لیکن مجھے حضور قبلہ عالمؒ نے ہر ایک سے خلق و محبت سے پیش آنے کی تلقین کر رکھی ہے۔ میں ایسے لوگوں کو اس لیے صحبت و محفل میں رکھتا ہوں تا کہ اُن کی بدنصیبی خوش نصیبی میں بدل جائے۔

ساتھیو! دنیائے روحانیت کے اس عظیم روحانی پیشوا کی زندگی میں سیرت نبوی ﷺ کی ہمہ وقت جلوہ نمائی ہوتی تھی۔ ہر حال میں صبر و شکر، ذکر اور راہِ مستقیم پر استقامت کے جوہر نمایاں رہتے۔ جب مخالفین اور

معاندین کی جانب سے مصائب و آلام اور شدت مخالفت عروج پہ پہنچتی صبر و استقامت کا کوہِ ہمالیہ بن کر اُن کے درمیان حق و صداقت کے علمبردار کی حیثیت سے ڈٹے رہتے تو بارگاہِ ایزدی جل وعلاء سے اپنے اس خاص بندے کی خاص مدد کے سلسلے وارد ہونا شروع ہو جاتے۔ جب ان تفضیلی جراثیم کے مریضوں نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے مقام و مرتبہ میں توہین آمیز جملے بولے تو آپؒ کی حق سچ کی للکار نے اُن بیماروں کو لاچار کر دیا۔ تو وہ آپؒ کے خلاف انتہائی گھٹیا حرکتوں پہ اتر آئے اور خلق و صبر کے اس شہنشاہ سے عرض کیا گیا: ہمیں اجازت دی جائے اب ہم سے برداشت نہیں ہوتا۔ آپؒ نے فرمایا: خبردار! کسی کو اجازت نہیں، یہ سب اپنی موت آپ مر جائیں گے۔ مزید ارشاد فرمایا: جب کوئی درویش ایسے حالات میں صبر کرتا ہے اور اپنی زبان سے کچھ نہیں کہتا خاموشی اختیار کرتا ہے اسے تنہا نہیں چھوڑا جاتا۔

مرشد کریمؒ کی معیّت میں دربارِ رسول ﷺ کی حاضری

ان ہی دنوں میں دربار شریف حاضری ہوئی فرمانے لگے: جو ساتھی آسانی سے جا سکتے ہیں تیاری کریں مدینہ شریف جاتے ہیں، گویا:

پیغام صبا لائی ہے دربارِ نبی ﷺ سے
آیا ہے بلاوا مجھے دربارِ نبی ﷺ سے

ہر سُو خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ مقدر نے یاوری کی سعادت کا ستارہ بامِ عروج پر اور بخت بلندیوں کی عظمتوں کو چھونے لگا کہ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے سفر کی سعادت مرشد کریمؒ کی معیت میں نصیب ہونے جا رہی ہے۔ یہ سفر دینا و آخرت کی نیک تمناؤں کا سفر ہے۔

جی ہاں بفضل تعالیٰ اور بعنایت رسول اللہ ﷺ لندن ائیر پورٹ سے میرِ کارواں کے ساتھ حالت احرام میں روانگی ہو رہی ہے۔ جو ذوق و شوق، عشق و مستی اور انوار و تجلیات کی برسات مرشد کریمؒ کے وجودِ اطہر پہ ہو رہی ہے اور پھر چہرۂ اقدس کے حسن و جمال کی جلوہ سامانیوں میں بے پناہ اضافہ دکھائی دیتا ہے۔ پھر اس وجود کی برکت سے مجھ جیسا ناقص عصیاں شعار بھی جو روحانی کیفیات محسوس کر رہا ہے انھیں نوکِ قلم بیان کرنے سے قاصر ہے۔ ان کیفیات اور روحانی ایمانی احساسات و جذبات کو محسوس تو کیا جا سکتا ہے مگر کما حقہ احاطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔

پاکیزہ خیالات وتصورات کی بارات ایک جلوس کی صورت میں برطانیہ سے ہی ہمارے ساتھ روانہ ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہر لمحہ و ہر دن احساسات و جذبات اور کیفیات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ۳۰ افراد پر مشتمل افراد کا قافلہ جب سالارِ قافلہ کے نورانی مکھڑے کی زیارت اور پیار بھرے ارشادات سے مستفیض ہوتے ہیں تو

ہر فرد اپنے مقدر پہ نازاں وفرحاں ہوتا ہے اور اُس کے اس یقین میں اور اضافہ ہوتا جا رہا ہے کہ اس بار حاضری کی قبولیت یقینی ہے کہ ہمیں نہیں بارگاہ کی حضوری اور عازمین و زائرین کی بارات کے دولھا کو دیکھ کر کچھ نہ کچھ عنایات ونوازشات ہو ہی جائیں گی۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

البتہ اپنے اعمال پر شرمساری پہ سر جھکائے عجز و انکساری سے بارگاہِ ایزدی میں لبیک کی صدائیں بلند کرتے ہوئے حرم خلیلی میں داخل ہو گئے۔ دورانِ طواف دعائیں، التجائیں ولی اللہ کے جھرمٹ میں بیت اللہ شریف کے پاس جاری ہیں۔تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس مردِ مومن کی زیارت سے بھی فیض یاب ہو رہے ہیں جس کی عزت وحرمت کعبہ شریف کے لیے بھی قابل رشک ہے۔جس کے لیے ہر لحہ عرش کی بلندیوں سے یا عبدی کی صدائیں آ رہی ہیں۔ ایسی ہی کیفیات صفا ومروہ کی سعی کے دوران بھی رہتیں۔عمرہ کی تکمیل پر قصر کی سنت پہ عمل کرتے ہوئے جب جانِ جاناں کی زلف تراشی کا مرحلہ آیا ہر ایک بے تاب تھا کہ کوئی بال مبارک زمین پہ نہ گرنے پائے۔کیا ہی سہانے لمحات ہیں۔

پھر رات پچھلے پہر خصوصیت کے ساتھ خاص وقت میں صحن حرم میں تشریف آوری ہوتی رہی۔ اس انداز میں حرم شریف آتے تاکہ کسی قسم کی انفرادیت نمایاں نہ ہو صرف ٹوپی مبارک زیب تن فرماتے لیکن اس کے باوجود نورانی وجاہت پہ جس کی نظر پڑتی وہ ساتھ ہو جاتا۔عرب وعجم کی کوئی تخصیص نہ رہتی۔ سب لوگ ساتھیوں سے آپؒ کے بارے میں پوچھنا شروع ہو جاتے۔

عجب سماں، عجب کیف، انوکھا وجدان و حال ہے۔اس پیکر عجز وانکسار کی صورت اس قدر حسین، اتنی دلکش اور جاذب قلب ونظر ہے یوں لگتا ہے بیت اللہ شریف سے انوار وتجلیات براہِ راست وجودِ مطہر پہ وارد ہو رہے ہیں۔ یہ بندۂ خدا دامن پھیلائے سب کے لیے صبحِ قیامت تک کی خیر مانگ رہا ہے۔ بہت سارے درویش راہِ طریقت کے مسافر موقع پاتے ہی آپ کے پاس عرض ومعروض کرتے دکھائی دیتے ہیں۔آپ ان کے حال کے مطابق عنایات کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔

آج اطلاع ملی کہ نمازِ عصر کے ساتھ ہی مطاف شریف میں تشریف آوری ہو رہی ہے۔اہل محبت قرب میں جگہ کی تلاش میں ہیں۔سبحان اللہ۔آپ تشریف فرما ہیں۔عشق الٰہی میں پرنم آنکھیں بیت اللہ شریف کا دیدار کرتے ہوئے آنسو بہانے میں مصروف ہیں۔ پھر جیسے ہی اذان بلند ہوتی اُن کی روانی میں اضافہ ہو جاتا۔

چائے کا دور چل رہا ہے۔ اسی اثناء میں ایک بزرگ جگہ کی تلاش میں آگے پیچھے دیکھ رہے ہیں۔ اتنے

میں حضرت صاحبؒ اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ فرماتے ہیں۔ پھر اسے چائے پیش کرتے ہیں۔ پھر وہ اپنی جیب سے ایک پرچی نکالتا ہے اور آپ کی مبارک صورت دیکھتے ہوئے کچھ سوال کرنا شروع کر دیتا ہے۔ کیا آپ کا نام شیخ علاؤالدین صدیقی ہے؟ آپ کا سلسلہ نقشبندی ہے؟ آپ برطانیہ سے آئے ہیں؟ جب آپ نے نعم میں جواب دیا تو اُس نے فوراً وارفتگی و محبت میں ہاتھوں کا بوسہ لیا۔ آپؒ نے فرمایا: آپ کا کام تو ہو گیا ہے ہمیں بھی تو کچھ بتاؤ کہ معاملہ کیا ہے؟ اُس نے عرض کیا: میں خانقاہ غوثیہ بغداد شریف سے آیا ہوں۔ تین ماہ سے میں وہاں مراقب رہا ہوں جب عمرہ پہ آنے لگا تو میں نے بارگاہِ غوثیت میں عرض کیا میری خواہش یہ ہے کہ وہاں میں مقبول ولی اللہ جس کا آپ کی بارگاہ سے خاص تعلق ہو ملاقات کروں۔ تو آپ نے فرمایا: ان ہی دنوں برطانیہ سے میری بارگاہ کا محبوب اپنے مریدوں کے ساتھ آ رہا ہے۔ سلسلہ نقشبندی ہے، نام علاؤالدین صدیقی ہے۔ تو میں نے عرض کیا: ملاقات کیسے ہوگی اور کہاں ہوگی؟ آپ نے فرمایا: عصر کے بعد وہ مطاف میں ہوں گے۔ وہ خود ہی بلا کر اپنے پاس بٹھائیں گے۔ پھر چائے بھی پیش کریں گے۔ سبحان اللہ۔ کافی سارے بندے اس منظر کے گواہ ہیں۔

شیخ العالمؒ نائب غوث الوریٰؒ

سالک راہ مقتدیٰ و پیشوا

اب الوداعی طواف کے ساتھ ہی قافلہ جواب سینکڑوں افراد پر مشتمل ہے چونکہ دوسرے کئی ممالک سے بھی اہل محبت آ گئے تھے۔

مدینہ شریف روانگی

عاشق حبیب خدا ﷺ کی قیادت و سیادت میں شہر محبوب ﷺ مدینہ شریف کی طرف قافلہ رواں دواں ہے۔ ہر نگاہ میں مسرت و انبساط کے آنسو ہیں۔ دورانِ سفر ایک ہوٹل پر مختصر قیام کے دوران کھانے وغیرہ کا آرڈر دیا جانے لگا تو حضرت صاحبؒ نے فرمایا: یہاں اور مدینہ شریف میں سب میری دعوت پہ ہوں گے۔ کسی کو اپنا کھانا کھانے کی اجازت نہیں۔ صاحب جود و نوال و وجود ہے لیکن حرم کی زمیں پہ حسن سخاوت کے خاص مناظر دیکھنے کو ملے۔

یہاں جب بڑے بڑے طشت میں اچھے خاصے گوشت سے بھرپور بریانی لائی گئی تین تین چار چار اکٹھے ہو کے ایک طشت میں کھانے لگے تو مرشد کریمؒ کی لجپالیوں کے صدقے مجھ سمیت ایک دو اور ساتھیوں کو اپنے طشت میں شامل فرمایا۔ شفقت و کرم کے اس اظہار کو کبھی بھی نہیں بھلایا جا سکتا۔ حضور مرشد کریمؒ گوشت کی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں توڑتے ہوئے میرے سامنے طشت میں رکھتے ہوئے فرماتے: ہزاروی! یہ کھاؤ بڑے مزے کی

ہیں۔ بڑا دلکش اور حسین منظر تھا جب داتا اپنے در کے گداگر و مانگت پہ زرّہ نوازیوں کی انتہا فرما رہے تھے۔ اُنہی کے در سے ملنے والی خیرات سے زندگی گزارنے والے کو آج براہِ راست کھلا کر نہ جانے کس قدر روحانی و جسمانی بیماریاں دور کی جا رہی ہیں۔

سفر پھر جاری ہوا۔ جوں جوں منزل قریب آ رہی ہے روح و دل کی کیفیت بدلتی جا رہی ہے۔ کیونکہ مدینہ منورہ کا زمینی فاصلہ سمٹا جا رہا ہے۔ لب پہ درود و سلام کا ورد، بے تاب نگائیں اب مرشد کریمؒ کی معیت میں گنبدِ خضریٰ کے دیدار کے لیے مشتاق ہیں۔

بحمد اللہ ﷻ اسی نور و سرور کے جلو میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ کی مقدس و معطر فضاؤں نے چند شب و روز پڑوس میں گزارنے کی اجازت دے دی۔ حضور شیخ العالمؒ نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پیکرِ عجز و نیاز بن کر جس غلامانہ انداز میں مواجہہ شریف پہ حاضر ہوتے اور ایک خاص مقام پر کافی دیر ہاتھ باندھ کر کھڑے رہتے۔ عادت کے مطابق آگے بڑھتے لیکن کوئی غیر مرئی طاقت انھیں روک دیتی۔ اچھی خاصی دیر آپ عاجزانہ وفقیرانہ انداز میں کھڑے رہتے ہوئے اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں سلام عقیدت پیش کرنے کے بعد یوں لگتا سرکارِ کونین ﷺ کی اجازت سے ہی وہاں سے تشریف لے جاتے ہیں۔ پھر اسی طرح قدمین شریفین میں بھی ایک خاص جگہ پہ ہمیشہ تشریف رکھتے تھے۔ وہ خاص جگہ یا تو پہلے سے ہی خالی ہوتی یا جیسے ہی آپ وہاں پہنچتے تو بیٹھا ہوا شخص خود ہی اس مقام کو خالی کر دیتا ہے۔ ساتھ آنے والے بتا رہے تھے کہ سالوں سے ایسا ہی ہوتا آ رہا ہے۔

بارگاہِ سرورِ عالم ﷺ میں حاضری کے سلسلے جاری ہیں۔ آج سرورِ کونین ﷺ کے حضور حاضری کے مقدس لمحات میں یہ عصیاں شعار بھی مرشدی دامن میں چھپ کر عریضے پیش کرنے میں مصروف تھا۔ آپ قرآن مجید کی تلاوت میں کافی دیر مصروف رہے۔ اُن دنوں کمر کی شدید تکلیف میں مبتلا تھے۔ ڈاکٹرز نے سختی سے زیادہ بیٹھنے سے منع کر رکھا تھا۔ مجھے کہا گیا: آپ جا کے عرض کریں تکلیف زیادہ بڑھ جائے گی۔ تو میں نے عرض کیا: حضور! رات بھی زیادہ تکلیف رہی اب تھوڑی دیر آرام ہو جائے۔ اُس وقت چھٹے پارے کی تلاوت کی تکمیل فرما رہے تھے فرمانے لگے: اسی وجہ سے آج چھ پارے پڑھے ورنہ میں ہمیشہ دس پارے تلاوت کر کے یہاں سے اٹھتا ہوں۔ کیا شان عبادت و ریاضت ہے۔ قرآن کی تلاوت کا اتنا عظیم عمل وہ بھی صاحبِ قرآن ﷺ کے قدمین شریفین میں۔

اس کے علاوہ قدمین شریفین میں جو آپ کے بیٹھنے کا فقیرانہ انداز ہے یوں لگتا کہ تاجدار کائنات ﷺ کے حضور عرض معروضی میں اس قدر انہاک و استغراق ہے کہ آپ دنیا و مافیھا سے بالکل مستغنی ہیں۔ کیف ومستی کے عالم میں سرورِ عالم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں یہ حاضری کئی گھنٹوں پہ مشتمل ہوتی۔

زیادہ تر آپ عصر کے بعد چھتریوں کے سائے میں بھی تشریف فرما ہوتے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کے اردگرد پروانوں کی طرح لوگ جمع ہو جاتے۔ شرطوں کو مصیبت پڑی ہوئی تھی کہ اس دفعہ چونکہ پہلی بار جس شخصیت نے چینل کی دنیا میں آ کر ان لوگوں کی بدعقیدگیوں کا رد کیا تھا وہ حضور شیخ العالمؒ ہی ہیں۔ خارجیت و رافضیت کے بھیانک خطرات سے مخلوق خدا کو آگاہ کیا۔ تصوف اور صوفیائے کرامؒ کے خلاف اٹھائے جانے والے اعتراضات وخرافات کے جوابات دیئے اور دروس مثنوی کے ذریعے گھر گھر صوفیانہ افکار ونظریات کا پرچار ہونے لگا۔

لہٰذا وہاں کی ایجنسیز کے نمائندے ہر اُس جگہ کثرت میں دکھائی دیتے جو ارادت مندوں کو آپ کے پاس آنے سے روکتے۔ لوگوں کی نظریں آپ کی قیام گاہ پہ رہتیں۔ آپ ہجوم سے بچنے کے لیے ایسے وقت کا انتخاب فرماتے تاکہ لوگ کم سے کم ساتھ ہوں۔ لیکن اس کے باوجود عرب وعجم سے تعلق رکھنے والے اہل ایمان اس پیکر حسن و جمال کی زیارت وصحبت کے لیے بے تاب دکھائی دیتے کہ کاش! چند لمحے ہی کی زیارت وصحبت نصیب ہو جائے۔

ادھر عصر کی نماز کی بعد ایک شخص ہاتھ میں قرآن عظیم اٹھائے پچھلے تین دنوں سے لوگوں سے پوچھ رہا تھا۔ شیخ علاؤالدین صدیقی جنھوں نے برطانیہ سے آنا تھا وہ آئے ہیں کہ نہیں؟ چونکہ دیگر ممالک سے سینکڑوں لوگ آپ کی آمد کا سن کر آ چکے تھے۔ انھوں نے بتایا: کہ وہ تشریف لانے والے ہیں۔

بارگاہِ صدیق اکبرؓ سے سلام و پیغام

آخر وہ روحانی وایمانی سماں قائم ہوا۔ حضور شیخ العالمؒ ہریالے گنبد کے سامنے تشریف فرما ہیں، تھوڑے تھوڑے فاصلہ پہ بیٹھنے کی تدبیر کی گئی۔ خاکسار کے ساتھ برطانیہ سے آئے ہوئے علمائے کرام بھی ان سہانے لمحات میں موجود تھے۔ آج پھر وہ صاحب دل ونظر شخص حاضر ہوا۔ پوچھنے پر اسے آپ کی طرف اشارہ کر دیا گیا۔

وہ بڑے اہتمام کے ساتھ ملاقات کرنے کے بعد عرض گزار ہوا کہ میں چالیس سال سے مدینہ منورہ میں موت کی انتظار میں ہوں۔ چند دن پہلے مجھے سیدنا صدیق اکبرؓ کی زیارت نصیب ہوئی تو آپؓ نے فرمایا: کہ میری ایک محبوب شخصیت علاؤالدین صدیقی جن کا تعلق نقشبندی سلسلہ سے ہے وہ برطانیہ سے اپنے مریدوں کے ساتھ آ رہے ہیں۔ انھیں میرا سلام بھی دیں اور انھیں اپنے گھر دعوت پر بھی بلائیں۔ حکم کے مطابق میرے گھر آنے کا وقت عطا فرمائیں۔ قابل دید منظر تھا۔ ناموس رسالت ﷺ وسیدنا صدیق اکبرؓ کے تحفظ میں اذیت جھیلنے اور طعن وتشنیع کے تیر برداشت کرنے والے کو بارگاہ رسالت ﷺ وصدیقیت سے نوازشات اور کرم نوازیوں کا

اظہار ہو رہا تھا۔ چہرۂ اقدس کے انوار و تجلیات اور پرنم آنکھیں کیا خوب دکھائی دے رہے تھے۔ دعوت قبول کر لی گئی۔ اتنے میں مغرب کی اذان بلند ہونے لگی۔ دورانِ اذان حضرت شیخ کی نظریں بار بار گنبد حضریٰ کی ہریالی کو چوم رہی تھیں۔ اس قدر شدت سے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اللہ غنی۔ کسی عاشق صادق کا اذان کے دوران ایسی کیفیت اور رقت آمیز لجاجت کا وارد ہونا پہلی دفعہ دیکھا جا رہا تھا۔

دعوت میں جانے کا وقت آ گیا۔ مرشد کریمؒ کی لجپالی ہے کہ مجھے اور مفتی محمد امین مدنی (مرحوم) کو معیت کا شرف بخشا۔ سبحان اللہ۔ اس باخدا درویش نے اپنے اوپر ہونے والی نوازشات کا خوب ذکر کیا یوں لگتا تھا کہ اسے بھی تلاش تھی کہ کوئی صاحب حال وجد وجود ملے جسے وہ جی بھر کے مکین گنبد خضریٰ کی بارگاہ سے ہونے والی عنایات کا ذکر کرے۔ آخر میں وہ ہماری طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے: آپ کے شیخ مجھ سے کہیں آگے ہیں۔

مدنی فضاؤں میں عظیم الشان جشن میلاد النبی ﷺ

پروگرام کے مطابق محافل میلاد کا انعقاد تقریباً ہر روز ہی ہو رہا تھا۔ نعت خوانی اور ذکر و اذکار کے روح پرور سلسلے یہاں بھی جاری ہیں۔ فرمایا: میری خواہش ہے یہاں مدینہ کے مضافات میں کسی باغ میں عالی شان انتظامات کیے جائیں وہاں محفل میلاد منعقد کی جائے۔ دوسرے دن ہی ایک باغ میں درجن کے قریب بکروں سے ضافت اور لنگر تیار کیا گیا۔ عاشق سرکار مدینہ ﷺ مدینہ منورہ میں اپنے مزاج کے مطابق جشن آمدِ رسول ﷺ منا رہے ہیں، جو اس بات کی تائید ہو رہی تھی کہ دیارِ غیر میں جو عظیم الشان جلسے و جلوس منعقد کیے جا رہے ہیں وہ قبولیت کی معراج حاصل کر چکے ہیں۔ آپؒ نے یہاں بھی درسِ مثنوی ارشاد فرمایا، علمائے کرام نے خطابات فرمائے اور خاکسار نے حسب معمول منقبت کا نذرانہ پیش کیا:

نیریاں میں بٹتی ہے خیرات مدینے کی
رہتی ہے وہاں ہر دم ہر بات مدینے کی
قبلہ عالم کا شہزادہ ہے ساقی میخانہ
ہوتی ہیں سدا اُن پہ عنایات مدینے کی
کیا سیف نگاہی ہے جس پہ وہ نگاہ ڈالے
بس جاتی ہے اُس دل میں اِک ذات مدینے کی
مرشد کی معیّت میں جو سالک نے گزاری تھیں
دن ہی ہوتا تھا ہر رات مدینے کی

صحنِ حرم میں دار التقویٰ کا فرسٹ فلور روم نمبر ۱۱ آستانہ بنا ہوا ہے۔ بنگال سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ کے صاحبزادہ حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کیا مجھے حکماً آپ کے پاس بھیجا گیا۔ آپ نے انھیں خصوصی فیضان عطا کرتے ہوئے اوراد و وظائف بھی ارشاد فرمائے۔ اس کے علاوہ بہت سارے لوگ جنھیں خوابوں میں ملاقات کے اشارے ہوئے وہ حاضر خدمت ہوتے رہے۔ مسلسل دامن نسبت حاصل کرتے رہے۔

یہاں بفضل تعالیٰ تنہائی میں بھی ملاقات نصیب ہوتی رہی۔ ایک خلیفہ صاحب تشریف لائے۔ آپؒ نے اُن سے 15 لاکھ رقم جو انھوں نے دینا تھی اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے عرض کیا حضور! وہ تو جیسے ہی آپ نے فرمایا تھا میں نے اسی نامزد شخص کو بھجوا دی تھی۔ اچھا وہ کہتا ہے کہ مجھے نہیں ملی۔ اس وقت حضرت صاحبؒ کی طبیعت پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ عرض کیا گیا حضور! نور ٹی وی کے کیمرے سے لے کر پاکستان پیمرے کے مالی معاملات میں خرد برد کی گئی ہے اور ہزاروں پونڈز کا نقصان کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: ہزاروں کا نہیں ان بدنصیبوں نے لاکھوں کا نقصان کیا ہے۔

آپ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: اگر میں صرف ڈائریکٹر یا چیئرمین ہوتا تو کب کا ایکشن لے لیتا لیکن میں شیخ ہوں۔ میں نہیں چاہتا فانی دینا کے لیے کسی کی آخرت تباہ ہو جائے۔ جس کو میں دھتکار دوں گا اُس کی دنیا و آخرت تباہ ہو جائے گی۔

مرشد کریمؒ کی کرم نوازیاں اُن لوگوں کے لیے بھی جنھوں نے آپ کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی اور مشن کی تکمیل میں رکاوٹیں کھڑی کیں، دیکھ کر برملا روح و دل پکارنے لگے کہ اس دور میں اس وجود باجود کی نہ مثیل اور نہ مثال موجود ہے۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ خوش نصیب ارادت مند جو وفا و حیا میں رہتے ہوئے اخلاص کے ساتھ آپ کے مشن میں آپ کا ساتھ دیتے ہیں اور دیتے رہے ہیں اُن پر آپ کا ابرِ کرم کس طرح برستا ہوگا؟ اور بارگاہِ خدا و مصطفیٰ ﷺ سے کیا نا کیا مانگ کے دیا ہوگا۔ اس کے عملی مظاہرے جا بجا دکھائی بھی دیتے ہیں۔ جو دنیا کی کوئی طلب لے کے آیا اسے نواز دیا گیا اور جو نور و معرفت کی آرزو لے کے آیا اسے نگاہ و دعا سے تطہیر کی دولت عطا کر دی گئی۔

ایک موقع پر آپؒ نے فرما بھی دیا تھا: 98 فیصد لوگ دنیا کے لیے آتے ہیں۔ بہر حال یہ وہ مازون عبدِ حق ہے جس کی بارگاہ سے کوئی بھی نامراد واپس نہیں لوٹتا۔

خاکسار پہ کرم نوازی

اِن ہی کیف آور اور تقدیر ساز لمحات میں بالکل تنہائی میں قدم دبانے کی سعادت نصیب ہو رہی تھی۔ کھڑکی سے گنبد خضریٰ کی ہریالی بھی دیکھی جا سکتی تھی۔ مرشدی مزاج پہ جود و نوال کا غلبہ تھا اور میں نے اپنے

والد گرامیؒ کے بارے میں عرض کرنا شروع کر دیا کہ حضور! محبت و ریاضت بڑی ہے کچھ مزید کرم ہو جائے۔ فرمایا: آپ چاہتے کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ حضور انھیں بابا جی موہڑویؒ تک رسائی ہو جائے۔ آپ مسکراتے ہوئے فرمانے لگے: کیا وہ میرے پاس آئیں گے؟ میں نے عرض کیا: حضور کیوں نہیں آئیں گے۔ وہ نیریاں شریف حاضری دے چکے ہیں۔ آپؒ نے فرمایا: ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں پاکستان وہ مجھ سے راولپنڈی ملاقات کریں۔ والد گرامیؒ حضرت خواجہ پیر نظیر احمدؒ المعروف سرکارِ موہڑوی کی خلافت سے فیض یاب ہیں۔ میں نے مرشد کریمؒ کی کرم نوازی کا ذکر والد گرامیؒ سے کیا، جیسے ہی حضرت صاحبؒ راولپنڈی پہنچے تو والد گرامیؒ حاضرین میں موجود تھے۔ آپؒ نے حسب معمول انتہائی شفقتوں سے نوازا۔ پھر خلوت میں بلا کر خصوصی وظائف عطا کیے اور باقاعدہ بیعت کرنے کا حکم صادر کیا اور خوب دعاؤں اور شفقتوں سے نوازا۔

خود والد گرامی استاد جیؒ فرمایا کرتے: اس کے بعد نورانیت و روحانیت میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ عنایات کا رُخ موسلا دھار بارش کی طرح آپ کے وجود پر برسنے لگا۔ آج اُن کے آستانہ کے گرد درس و تدریس اور خدمت خلق کا جو نورانی سلسلہ جاری ہے یہ حضور شیخ العالمؒ کی باگاہ سے ملنے والی خیرات ہے اور بابا جی محمد قاسم موہڑویؒ کے آستانہ عالیہ موہڑہ شریف کی برکات ہیں۔

اس کے بعد مختلف لوگوں نے خواب میں بھی دیکھا ہے کہ حضور بابا جی محمد قاسم صادق موہڑویؒ والد گرامی پیر عبدالغفور نقشبندی المعروف استاد جیؒ کی دستار بندی فرما رہے ہیں اور ایک موقع پر خود مرشد گرامیؒ نے بھی مجھے فرمایا کہ آپ کے والد گرامیؒ کو بڑے حضرت صاحبؒ کے ساتھ عالی شان دستار میں دیکھا ہے۔ پھر حضور شیخ العالمؒ نے کرم کرتے ہوئے ادارہ کو اپنے قدوم بخت لزوم سے نواز کر ہمیشہ کے لیے رحمت و برکت کی ضمانت عطا فرمائی ہے۔

علاؤالدینؒ ولیوں میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں
جو اپنے نام کی مانند فکر و کام رکھتے ہیں

فرمایا غوث الامتؒ نے میری چابی انھیں دے دو
ولایت کے خزانوں کا یہ اذنِ عام رکھتے ہیں

خدا کا قرب ملتاہے محبت کملی والے ﷺ کی
بدل دیتا ہے تقدیریں وہ ایسا جام رکھتے ہیں

گرتے کو اٹھا دینا اجڑے کو بسا دینا
یہ سالک اپنے منگتے کو ہمیشہ تھام رکھتے ہیں

تحدیثِ نعمت کے طور پر اس مدنی بہار کا تذکرہ کیا ہے جس کی وجہ سے حضرت استاد جیؒ کی ساری اولاد کو وہ قرار نصیب ہوا کہ ہر فرد ہی خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کے لیے ہمہ وقت تیار ہے۔ مردِ میداں اور برسرِ پیکار رہتے ہوئے جہدِ مسلسل اور اخلاص کی قوت سے مرشدی مشن کو تحریکی انداز میں آگے بڑھانے میں مصروف ہے۔

یہی وہ باطنی و روحانی عنایات ہیں جو ابھی زمینی حقائق کی صورت میں عملاً دکھائی دیتی ہیں۔ آنے جانے والوں کو یہ ادارہ دعوت نظارہ دیتا ہے۔ جس چشمہ فیض وعلم سے طلباء و طالبات تشنگی علم وعرفاں بجھانے میں مصروف ہیں اُس پسماندہ علاقہ میں سجا سجایا گلستان دیکھ کر صاحبِ ذوق یہی کہتے سنائی دیتے ہیں:

مریدِ با وفا کے باغ بھی دیکھو سلامت ہیں
مرشدؒ جس کے مالی ہوں چمن میلے نہیں ہوتے

مرشد سب پہ ہی مہرباں

بے شمار ایسے پیر بھائی ہیں جو مجھ حقیر سے کہیں زیادہ قرب و محبت اور خدمت میں رہے ہیں۔ ہر ایک جب اپنے اوپر مہربانیوں کی داستان شروع کرتا ہے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی۔ اُن کے سامنے ایسی ایسی کرامات کا ظہور ہوا کہ سلف صالحین اولیائے کرامؒ کے تصرفات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

حضور شیخ العالمؒ کی دینی و روحانی، علمی و سماجی خدمات و کرامات کے تذکار کے لیے ایک دو کتابیں نہیں کئی دفتر درکار ہیں۔ خاکسار اس زیرِ ترتیب عنوان کا حق ادا کرنے سے قاصر ہے۔ کم علمی اور کوتاہ اندیشی آڑے آ رہی ہے۔ حقیر سی کوشش کی جاری ہے تا کہ آنے والی نسل کو پچھ نا کچھ ہمارے مرشد کریمؒ کے مقام و مرتبہ سے آگاہی ہو جائے کہ وہ کوئی روایتی پیر نہیں تھے وہ فناء فی اللہ، فناء فی الرسول ﷺ اور فناء فی الشیخ کے درجات پر فائز عشق الٰہی و معرفت الٰہی کے نوری سمندر میں غوطہ زن رہنے والا فقیر ہے۔ آپؒ منصب نبوت و رسالت کی عظمت و شان کا بیان مسلک عشق کا تقاضا سمجھ کر ہمیشہ اپنے بیانات کا حصہ بنائے رکھتے۔ نورِ توحید کے جلووں میں اپنے آپ کو یوں فناء کیے ہوتے تھے کہ ہر دم اور ہر محفل لا الٰہ الا اللہ کے نغمۂ توحید سے گونجتی رہتی۔ محبت الٰہی اور قرب الٰہی کے جذبے کی ایسی شمع روح و دل میں جلا دیتے کہ شریک محفل پھر اسی منزل کی جستجو کا مسافر بن جاتا۔

حضور شیخ العالمؒ عشق میں عاشق صادق کا سوزِ عشق، بے قرار روح اور جذب و وارفتگی سے بھرپور دل والے وہ مردِ باصفا، عاشق شاہ ھدیٰ ﷺ تھے جن کے وجود میں عشق نے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ آپؒ کا سراپا قدس حلیہ قرب حبیب خدا ﷺ کی جلوہ گاہ بنا ہوا تھا۔ انھیں قرب وحضوری کی وہ لذت و کیفیت ہمہ وقت نصیب

رہتی کہ آپ کہیں بھی ہوں قرب وحضوری کے اعزاز سے فیض یاب رہتے۔

ظاہری حیات کے آخری ماہ و سال میں عشق کی برکات کا ظہور جسم مقدس پہ ظاہر ہونا شروع ہو گیا تھا۔ کیونکہ محبِّ صادق جب عشق ومحبت، کمال ادب اور انتہائے تعظیم میں معراج حاصل کر لیتا ہے اور جمالِ محبوب کی جملہ زیبائیوں اور رعنائیوں کا اسیر بن کر اتباع و اطاعت کا سفر کوئے حبیب شروع کرتا ہے تو روئے حبیب ہر لحظہ و ہر لمحہ اس کے پیش نظر رہتا ہے۔ قدم قدم پر جلوۂ محبوب دکھائی دینے لگتا ہے۔ عشق کی مستی سے فاصلے مٹ جاتے ہیں۔ باطن سے ظاہر اور ظاہر سے باطن کے انوار جھلک رہے ہوتے ہیں اور یہ اُس وقت ہی کرم نوازیوں کا مظاہرہ ہوتا ہے جب بندۂ خدا اور غلام مصطفیٰ ﷺ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کی پناہ سے قلب ونظر کی حیات تازہ حاصل کر لیتا ہے اور ہمہ وقت کوچہ محبوب کے طواف کرتے ہوئے قرب و دیدار سے حضوری کے جام پیتا اور پلاتا ہے۔

نہ جانے کتنے ہی مرد و زن ہیں جو آپ کے وسیلے سے دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کی سعادتوں کے ساتھ ساتھ اہل بیت اطہارؓ، صحابہ کرامؓ اور اولیائے کاملینؒ کی زیارات سے فیضیاب ہوئے۔ بعض ایسے بھی آپ کے خادمین میں سے ہیں جو آپ کی توجہ اور وظائف پڑھنے سے مدینہ شریف میں اکابر صلحاء امت کی جاگتے ہوئے زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔

خود حضرت شیخؒ دیدار سرور کونین ﷺ کے لیے اپنا آزمایا ہوا وظیفہ ارشاد فرماتے اور اس سے بھی بہت سارے لوگ شاد کام ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ ایک مرتبہ عاشق صادق کے وجود پہ عشق کی برکات کا ظہور ہوا۔ رات گئے آستانہ عالیہ پر گھر میں محفل سجی ہوئی تھی، غالباً اُن ہی دنوں میں مدینہ منورہ سے آپ کی واپسی ہوئی تھی۔ فرمانے لگے: مواجہہ شریف حاضر تھا، روضہ اطہر کی جالیوں سے سورج کی کرنوں سے کہیں زیادہ روشنی ظاہر ہونا شروع ہوئی۔ پھر اُس نوری کرنوں سے خوبصورت عربی رسم الخط لکھا ہوا میرے سامنے کر دیا گیا۔ سلام علیٰ محمد رسول اللہ فی المرسلین۔

بارگاہِ سید المرسلین محبوب کریم ﷺ میں قرب وحضوری کے اس اندازِ کریمانہ پہ صدقے اپنے عاشق صادق کو خاص سلام کے الفاظ عطا کیے جاتے ہیں۔ اور اُدھر وہ وجود جو محبوب رب کریم ﷺ کی محبوبانہ اداؤں پہ فدا ہو کر فنا فی الرسول ﷺ کا اعزاز پانے سے جسم اقدس میں مدنی سوغات اور عشق کی برکات ظاہر ہونا شروع ہو گئیں، اب وہ اُن ہی کے الفاظ میں پیش کر دیتا ہوں۔

کثرت درود شریف کی برکت یہ ہوئی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے خواب دیکھا، اُس کے نتیجے میں میری پشت پہ دل کے بالکل پیچھے ایک جگہ پہ پہلے جلن ہوئی اور پھر ٹھنڈک ہوئی۔ تو میں نے قمیض اتار کر اپنے ایک ہمراز سے کہا دیکھو کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ یہاں عربی رسم الخط میں لکھا ہوا ہے محمد جو ابھی بھی موجود ہے۔

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے ملنے والی یہ برکت وعنایت بیان فرما رہے تھے تو تبسم ریز انداز میں میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: ہزاروی صاحب! آپ کو مناسب وقت پہ دیکھنے کا موقع دیا جائے گا۔ لیکن شومئی قسمت اس سعادت سے محروم ہی رہا۔

اسی بزم عارفاں میں مزید عنایت کا یوں ذکر فرماتے ہیں: اپنے چہرۂ اطہر کی دائیں جانب ایک سفید نشان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ داغ دیکھتے ہیں؟ یہ نعلین شریف کا نقشہ ہے۔ میں باوضو تھا۔ کمرے میں شیشے کے سامنے کھڑا ہوا تو نبی اکرم ﷺ کے قدمین مبارک بالکل اسی طرح سامنے آ گئے۔ تلوے مقدس سامنے آ گئے تو میں ہاتھ باندھ کے کھڑا ہو کر درود شریف پڑھنا شروع ہو گیا اور آہستہ آہستہ شیشے میں اُس جگہ پہ منہ لگایا تو نعلین شریف کا نقش میرے چہرے پہ ظاہر ہو گیا۔ یہ سُاری مہربانیاں ہی تو ہیں۔

برادرانِ طریقت و شریعت!

حضور شیخ العالمؒ کو قدرت نے ظاہری و باطنی حسن و جمال کے ساتھ ساتھ محبت خدا اور محبت رسول ﷺ سے بھرپور ایسا سینہ عطا کیا ہوا تھا جو نسبتوں کا خزینہ اور عنایتوں کا مدینہ بنا ہوا تھا۔ سوزِ دروں کی دولت، سرور و مستی کی کیفیات اور انوار و تجلیات ہمہ وقت آپ کے وجود سے ظاہر ہوتے رہتے تھے۔

جہاں معاندین اور مخالفین مشن کی راہ میں رکاوٹ کے پہاڑ کھڑے کرتے، حاسدین سازشوں کے جال پھیلاتے لیکن آپ کے ہمت و حوصلہ اور صبر و استقامت کے سامنے وہ خس و خاشاک کی طرح بکھر جاتے اور آپ کے کارہائے نمایاں مزید نکھر جاتے۔ ہر جگہ قدرت خداوندی کی تائید و مدد کے اظہار ہوتے۔ مستجاب الدعوات ہونے کی جلوہ نمائی ہوتی۔ صالحین امت کی پشت پناہی ہوتی۔ شر پسند اور شریروں کی پسپائی ہوتی اور جگ ہنسائی اور رسوائی ہوتی۔

حضرت خضر علیہ السلام کی مدد، عظیم الشان خاص بندگانِ خدا کی زیارتیں اور مددیں شامل حال ہو کر عروج و کمال میں اضافہ کر دیتیں۔ محی الدین میڈیکل کالج کے تعمیری مراحل جاری تھے۔ بیوروکریسی پیپرز کی منظوری میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے، جس کی وجہ سے تعلیم و تدریس کے معاملات سست روی کا شکار ہیں اور نامراد آفیسر نہ جانے کس تعصب کی وجہ سے ماننے کے لیے تیار نہ ہوا۔

عالم بیداری میں حضرت میاں بخشؒ کی زیارت

حضرت صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ساتھیوں سے کہا ختم خواجگان شریف پڑھیں۔ جب تیسری بار ختم شریف جاری تھا تو میں نے دل میں رومی کشمیر حضرت میاں محمد بخش (کھڑی شریفؒ) سے شکوہ کیا کہ میں

آپ کے شہر میں کام کرنا چاہتا ہوں اور یہ لوگ ہماری راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں۔ واللہ! اُسی وقت حضرت میاں صاحبؒ نے سامنے دروازے سے مزار پہ آنے کا اشارہ کرتے ہیں۔ تو میں نے دعا کی اور دو ساتھیوں سے کہا: چلو کھڑی شریف چلتے ہیں۔ اُن دو خوش نصیبوں میں سے ایک یہاں انگلینڈ تشریف لائے تھے۔

انھوں نے کچھ اس انداز و الفاظ میں آ کر پیر بھائیوں کو یہ کرامت سنائی۔ وہ کہنے لگے: سردیوں کی رات تھی۔ رات بارش اور تیز ہوا کی وجہ سے روڈ پہ درخت گرے ہوئے تھے۔ بجلی غائب تھی۔ جب دربار شریف سے تھوڑے فاصلے پہ تھے درخت گرنے کی وجہ سے روڈ بند تھا۔ ہمارے پاس کوئی روشنی کا بھی انتظام نہ تھا۔ جیسے ہی ہم گاڑی سے اتر کر پیدل دربار شریف کی طرف چلنے لگے، اچانک ایک شخص منہ کو چھپائے سامنے سے نمودار ہوا اور اُس نے حضرت صاحبؒ کے ہاتھ میں ٹارچ تھما دی پھر وہ دیکھتے ہی غائب ہو گیا۔

بہر حال اللہ اللہ کرتے دربار شریف کے صحن تک پہنچ گئے۔ دربار شریف کے دروازے بند ہونے کی وجہ سے حضور شیخ العالمؒ باہر تشریف فرما ہو گئے۔ نہ جانے کتنی دیر وہاں مراقب رہے۔ تھوڑے دیر بعد ہمارا خیال ٹارچ کی طرف گیا جو آپ کے سامنے رکھی ہوئی تھی۔ وہ وہاں سے غائب تھی۔ وہ چوہدری صاحب کہنے لگے: میں دنیا دار سا آدمی ہوں۔ تھوڑا سا خوفزدہ بھی ہو گیا۔ سردی میں اتنی دیر آپ وہاں بیٹھے رہے۔ خیال نہ آیا کہ جا کے عرض کروں کہ حضور کہیں صحت زیادہ خراب نہ ہو جائے۔ بہر حال کافی دیر کے بعد دعا کے ساتھ آپ نے مراقبہ ختم فرمایا۔ واپس گاڑی کی طرف تشریف لے جانے لگے۔ ہاتھ تھامے ہوئے ساتھ ساتھ چل رہے تھے تو میں نے عرض کیا: حضور! ہمیں بھی کچھ بتائیں ہم بھی تو سردی میں بیٹھے رہے ہیں۔

کرم فرماتے ہوئے فرمایا: آج میاں صاحب سے شکوہ کیا تو انھوں نے دربار شریف حاضری کی دعوت دی۔ میں نے عرض کیا: وہ ٹارچ دینے والا کون تھا جو فوراً ہی غائب ہو گیا؟ فرمایا: وہ میاں صاحب ہی تھے۔ اتنے میں گاڑی کے پاس پہنچ گئے تو آپ ہم دونوں سے فرمانے لگے: کیا میاں محمد بخشؒ کی زیارت کرنا چاہتے ہو؟ عرض کیا: حضور! کیوں نہیں؟ فرمایا: آنکھیں بند کرو۔ دونوں کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے فرمایا: آنکھیں بند کرو۔ پھر فرمایا: اب آنکھیں کھولو، سامنے میاں صاحبؒ جلوہ فرما ہیں زیارت کرو۔ سبحان اللہ مرشد کریمؒ نے جاگتے میں حضرت میاں صاحبؒ کی زیارت کا شرف عطا کر دیا۔

گاڑی میں بیٹھے ہوئے فرمایا: کیا تم یہ سمجھتے رہے ہو کہ میں یہاں ہی بیٹھا رہا ہوں؟ ہرگز نہیں۔ باطنی لحاظ سے حضرت میاں محمد بخشؒ فرمانے لگے چلو شہنشاہِ بغداد حضور غوث الاعظمؒ کے دربار میں چلتے ہیں۔ وہاں یہ منظر دکھایا گیا کہ آسمان سے بڑی بڑی عمارتیں اتر رہی ہیں، بلاک بن رہے ہیں۔ پھر فرمایا گیا: کام تو سارا ہم کرتے ہیں آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں؟

چوہدری صاحب کہنے لگے: ان دنوں پیپرز کی منظوری کے لیے دفاتر جانا میری ڈیوٹی تھی۔ فرمانے لگے

فلاں تاریخ فلاں وقت آپ اپنی درخواست اسی آفس میں لے کے جانا وہاں اب وہ فرعون نہیں ہوگا۔ اور جو نیا آفیسر ہوگا اُس کے سامنے پہلی درخواست آپ کی ہی ہوگی۔ وہ منظوری دے دے گا۔ حکم کے مطابق چوہدری صاحب مقررہ دن وقت آفس میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ رکاوٹ ڈالنے والا اچانک موت کا شکار ہو کر قبر میں اتر گیا۔ نئے آفیسر نے سائن کر دیئے۔

اس طرح کے بہت سارے تصرفات و کمالات آپ کے ذریعے صادر ہوتے رہے، جن سے آنے والے سائلین کو بھرپور فائدے نصیب ہوتے رہے۔ کرامات و تصرفات حضور شیخ العالمؒ کے لیے تو کئی کتابیں درکار ہوں گی۔

قارئین محترم! حضور شیخ العالمؒ محبّ بھی ہیں اور محبوب بھی اور جماعت اولیاء کے حبیب بھی ہیں اور نقیب بھی۔ یہ اُس قدسی گروہ میں سے ایک ہیں جنھوں نے سرورِ کونین ﷺ کی محبت و اطاعت میں کمال حاصل کر لیا ہے۔ ولایت میں ارفع و اعلیٰ مقام پہ فائز ہو کر بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کی نیابت سے مشرف رہے۔ حضرت فیض العالم جلال الدین رومیؒ صدیقی کے کلام کی شرح کے لیے حضرت شیخ العالم پیر علاؤالدین صدیقیؒ کا انتخاب اتفاقی نہیں ہے افلاکی ہے اور لولاکی ہے۔

حضور داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں:

اِنَّ الصَّفَا صِفَةُ الصِّدِّیْقِ، اِنْ اَرَدْتَ صُوْفِیًا عَلَی التَّحْقِیْقِ.

() ہجویری، کشف المحجوب

''اگر تم حقیقتاً صوفی بننا پسند کرتے ہو تو تمھیں سیدنا صدیق اکبرؓ کی پیروی کرنا ہوگی۔''

اس لیے کہ صفائے باطن حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صفت ہے۔ اہل طریقت کے وہی امام ہیں۔

دروسِ مثنوی درحقیقت صاحب وجد و حال کے کلام میں پوشیدہ رازِ حقیقت اور انوارِ معرفت کو الفاظ کے موتیوں میں ڈھال کر اپنے وقت کے صاحب وجد و حال نے تقسیم کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ مخلوقِ خدا کے ظاہر و باطن اور روح و دل کی تطہیر کا سامان کیا ہے۔

وصال پر ملال

حضور شیخ العالمؒ نقیب اولیاء

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

() الأنعام، ٦: ١٦٢

''فرما دیجیے کہ بے شک میری نماز اور میرا حج اور قربانی (سمیت سب بندگی) اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہےo''

کے مصداق زندگی گزارنے کے بعد ۳ فروری 2017ء بروز جمعۃ المبارک برمنگھم (برطانیہ) میں محبوب حقیقی کی صدا:

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُo ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةًo فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْo وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْo

() الفجر، ۸۹: ۲۷۔۳۰

''اے اطمینان پا جانے والے نفسo تو اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ آ کہ تو اس کی رضا کا طالب بھی ہو اور اس کی رضا کا مطلوب بھی (گویا اس کی رضا تیری مطلوب ہو اور تیری رضا اس کی مطلوب)o پس تو میرے (کامل) بندوں میں شامل ہو جاo اور میری جنتِ (قربت و دیدار) میں داخل ہو جاo''

پہ لبیک کہتے ہوئے آپؒ کی روح مقدس آسمان کی بلندیوں کی جانب پرواز کر گئی۔ مگر خداداد آب و تاب کے ساتھ ظاہری حیات سے بڑھ کر تصرفات و کرامات دکھانے اور فیوضات لٹانے میں مصروف ہیں۔

ماہتاب چھپ گیا پر اُس کی ضیاء باقی ہے
اس بزم عشاق کا اب بھی وہی ساقی ہے

میں قربان اُنھاں تھیں باھُوؒ، قبر جنھاں دی جیوے ھو

اللہ ﷻ کے برگزیدہ اور بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کے پسندیدہ بندے کی دیگر علامات کے علاوہ یہ بھی ایک عظیم علامت ہے کہ اُس کے وصال ظاہری کا دُکھ شدّت سے محسوس کیا جاتا ہے۔ اُس کی اِس جدائی پر ہزاروں آنکھیں اشکبار رہتی ہیں۔

حضور شیخ العالمؒ اُن ہی ذواتِ مقدسہ میں سے ہیں جن کی جدائی کا دُکھ بلاتفریق مذہب و مسلک بلکہ ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والے مرد و زن نے شدّت سے محسوس کیا۔ کیونکہ اِس درویش خدا مست نے خدا و مصطفیٰ ﷺ کی رضا و خوشنودی کے لیے سب سے پیار کیا ہے۔ سب کی درمیان خلق محمدی ﷺ کی خوشبوئیں مہکائی ہیں۔ ہر عمر اور ہر علاقے کے لوگوں نے آپ سے ٹوٹ کر محبت کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ کی نمازِ جنازہ میں ہزار ہا اہل ایمان نے شرکت کی۔ سینکڑوں علمائے کرام اور مشائخِ عظام شریک ہوئے۔ شاید ہی برطانیہ میں اب

تک اتنی بڑی تعداد کسی کے جنازہ میں شریک ہوئی ہو۔

یہ وہی آسٹن پارک ہے جہاں آپؒ یورپ کا سب سے بڑا جلسہ میلاد النبی ﷺ منعقد فرمایا کرتے۔ آج بھی برطانیہ بھر سے اہلِ محبت اپنے محسن و مربی جو دینی، روحانی، سماجی اور سیاسی لحاظ سے ہمیشہ راہنمائی اور پیشوائی کا فریضہ ادا کرتے رہے اُن کی الوداعی زیارت کرنے ہزاروں کی تعداد میں تشریف لائے تھے۔

آج جب آپ کے جسدِ مقدس کی آمد ہوئی تو سٹیج سے آواز بلند ہوئی اللہ ھو اللہ ھو کی صدائیں بلند کریں۔ حضور شیخ العالمؒ تشریف لا رہے ہیں۔ شاید ہی کوئی آنکھ پرنم نہ ہوئی ہو۔ اُن درد بھرے لمحات میں اپنے غم و الم کو بیان کرنے کوشش کی گئی۔ آج بھی جب یہ اشعار پڑھے جاتے ہیں تو آنکھیں آنسو بہانا شروع کر دیتی ہیں۔

عشق نبی ﷺ کے جام پلا کر چلے گئے
خوابیدہ بستیوں کو جگا کر چلے گئے
دُکھ بانٹتے سبھی کا ماں باپ کی طرح
دُکھیارے اپنے سینے لگا کر چلے گئے
یورپ کی سر زمیں ہو یا مشرق کی وادیاں
گھر گھر نبی ﷺ کا فیض لٹا کر چلے گئے
سالک وہ گزرے سال بھی لمحوں میں ڈھل گئے
قدموں میں تھا کہ آنکھ ملا کے چلے گئے

باقی رب کے محبوب بندے کی یہ بھی شان ہے کہ بعد از وصال اُس کی یادوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ زندگی بھر محبوب حقیقی کا ذکرِ محبت جاری رکھنے والا وجود پھر غافل و فاجر لوگوں کے روح و دل میں ذکر و فکر کا شعور دینے والا صوفیِ کامل اور عظمت و شانِ نبی ﷺ میں لاکھوں کے اجتماعات منعقد کر کے کروڑوں انسانوں کے سامنے رفعت شانِ ورفعنا لک ذکرک کا عملی مظاہرہ بار بار کرنے والا عاشق صادق۔

حضور شیخ العالمؒ اُس عظیم المرتبت ہستی کے مالک تھے کہ زمین پر آسٹن پارک میں زائرین و حاضرین اللہ ھو کی صداؤں میں مصروف تھے عین اُسی وقت آسمان پر بادل کے ٹکروں سے اسمِ جلالت اللہ واضح الفاظ میں لکھا نظر آنے لگا۔ جس محبت و پیار سے نیریاں شریف کے آفتاب و ماہتاب نے ذکر و دُرود کی بزم ساری زندگی سجائی رکھی وہ اپنی مثال آپ ہے اور اب تو الحی القیوم ذات کی بندہ پروری اور بندہ نوازی کا اظہار ہو رہا ہے۔

پوری دنیا سے تعلق رکھنے والے سلیم الفطرت اہل اسلام، علماء و مشائخ آپ کی شخصیت اور خدمات کو بڑے ہی مؤثر اور مثبت انداز میں خراج تحسین پیش کر رہے ہیں۔ اور آپ کی بے شمار علمی، سماجی اور روحانی کامرانیوں پر سلامِ عقیدت پیش کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

رہ گئی بات آپ سے محبت اور عقیدت کی اُس میں تو کئی سو گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ مرید اور غیر مرید بعد از وصال ہونے والی نوازشات کی الگ الگ داستانیں سنانے میں مصروف ہیں۔ منقبات لکھی پڑھی جا رہی ہیں۔ طلباء آپ کی ذات و خدمات پر PHD کر رہے ہیں۔ نگر نگر اعراس منعقد کئے جا رہے ہیں۔ اب تو اپنے بیگانے اور یگانے سب اعتراف حقیقت کر رہے ہیں کہ

ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے

مسند نشین وسجادہ نشین

حضرات ذی وقار! ہمیشہ سے خدا والوں کے ہاں یہ ریت چلی آ رہی ہے کہ وہ اپنے روحانی ورثے اور جاری مشن کی نگہبانی و ترجمانی کے لیے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں مانگتے رہتے ہیں کہ اُنھیں صالح، باصلاحیت وارث سے نوازا جائے۔ دیگر دعاؤں کی طرح یہ خاص دعا اپنے خاص وقت اور خاص مقامات پر مانگتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ انھیں وارث عطا کر دیئے جاتے ہیں۔

کرم نوازیوں کا یہ سلسلہ غوث الامت والی نیریاں شریف خواجہ غزنویؒ کے ہاں بھی دکھائی دیتا ہے۔ حضور شیخ العالمؒ کی جلوہ گری اِس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پھر آپؒ نے جس طرح اُن کی تعلیم و تربیت کے لیے اعلیٰ سے اعلیٰ اہتمام کیا وقت کے جید علمائے ربانی کے ہاں زانوائے تلمذ طے کروائے اور اپنے جمال و جلال کے پیمانے آزماتے ہوئے روحانی تربیت فرمائی وہ اظہر من الشمس ہے۔ بالکل ویسے ہی پھر حضور شیخ العالمؒ نے بھی اُن کی اداؤں اور دعاؤں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے فیضان و مشن کے وارث کے لیے اقدامات فرمائے۔ تعلیم و تربیت کے لیے سختی و نرمی کی اُس کسوٹی کو اختیار کیا گیا جو باصلاحیت وارث کے لیے از حد ضروری ہوا کرتی ہے۔

نیریاں شریف کا آستانہ مجاوروں کا آستانہ نہیں ہے، یہ مجاہدوں کا آستانہ ہے۔ پھر حضور شیخ العالمؒ کی جانشینی کے عظیم منصب پہ جس فرد کو تیار کیا جاتا رہا ہے یہ ایک دو دن کی بات نہیں ہے دعا و نگاہ کے سائے میں اُن کی باہوش زندگی کے آغاز سے ہی انھیں اس عظیم منزل کا مسافر بنا دیا گیا۔

ابتدائی تعلیم نیریاں شریف میں، مڈل کراچی میں، میٹرک راولپنڈی میں، F.A، B.A سرگودھا میں، علوم عصری کے ساتھ درس نظامی کے لیے بھیرہ شریف حضور ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کے پاس

خاص گزارش کے ساتھ بھیجا گیا کہ اِن پہ خاص نظر اور توجہ رکھی جائے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور ضیاء الامتؒ ہمیشہ اُن سے خاص عنایت اور شفقت فرماتے۔ اُن سے بخاری شریف کی عبارت سنتے۔ خاص دعاؤں کے ساتھ خوشی ومسرت کا اظہار فرمایا کرتے۔ اساتذہ کرام دیگر آستانوں کے صاحبزادوں کے سامنے نیریاں کے اس شہزادے کی قابلیت اور اخلاص وتربیت کی مثالیں دیتے۔

خاکسار کو بھی بھیرہ شریف دارالعلوم میں کچھ وقت ان کی معیت میں گزارنے کی سعادت نصیب رہی۔ بلکہ میری خوش نصیبی کہ جب میں نے بیعت ہونے کے لیے اعظم پور پنڈ دادن خان کا سفر اختیار کیا تو آپ بھی ساتھ تھے۔ جہاں ایمان کے بعد سب سے بڑی سعادت کا شرف حاصل ہوا کہ مرشد کریمؒ نے ہمیشہ کے لیے اِس عصیاں شعار کو اپنے دامنِ کرم میں لے لیا۔

میں اگر تیرا نہ ہوتا سگِ دنیا ہوتا

حضرت قبلہ صاحبزادہ والا شان ڈاکٹر پیر سلطان العارفین صدیقی دامت برکاتہم العالیہ کی طالبعلمانہ زندگی بھی حضور شیخ العالمؒ کی خاص تربیت کے گہرے نقوش سے عبارت رہی۔ روایتی صاحبزادگی کے تمام اثرات دور تک دکھائی نہیں دیتے۔ خلق، ملنساری، سادگی، صبر، برداشت اور علم وتقویٰ کے نور سے مزین ومنور سراپا چمکتی دمکتی پیشانی اور میٹھی میٹھی گفتگو ہر ایک کو گرویدہ بنائے رہتی۔ عام طالب علم کے خرچے جتنی رقم دی جاتی۔ انگلینڈ سے حضرت صاحبؒ نے خرچے کے لیے چیک بھیجا تھا وہ بھی 600 روپے سے زیادہ نہ تھا۔ درحقیقت یہ تیاری تھی کہ تو نے اُس فقیر کا جانشین بننا ہے جس کو کروڑوں پونڈز، ڈالرز ملے ہیں لیکن اپنے اوپر ساری زندگی زکوٰۃ فرض نہیں ہونے دی۔

اُن ہی دنوں انگلینڈ سے مرشد لجپالؒ نے کرم کرتے ہوئے ایک لیٹر مجھے عطا فرمایا۔ دعاؤں کے بعد لکھا تھا: سلطان العارفین کا خیال رکھنا۔ تو ملاقات پہ میں نے عرض کیا کہ: حضور! وہ ہمارا خیال رکھتے ہیں۔ اگر چھٹی لے کر سخت گرمیوں کے دنوں میں دربار شریف حاضر ہوتے تو پوچھا جاتا ہے کہ کیوں آ گئے ہو؟ عرض کرتے ہیں: حضور! کافی عرصہ زیارت نہیں ہوئی تھی۔ فرمایا: اب زیارت ہوگئی فوراً واپس دارالعلوم میں پہنچو تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔

جب دوسرے دن پھر کلاس میں موجود ہوتے ہیں غالبًا یہ پہلا سال تھا استاذی المکرّم قبلہ نوری صاحب نے فرمایا: صاحبزادہ صاحب! آپ تو چھٹی لے گئے تھے تو اُنھوں نے ساری بات سنائی تو انھوں نے فرمایا: اب مجھے یقین ہوگیا آپ اب یہاں کی تعلیم ضرور مکمل کریں گے۔ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کی سند فراغت کے ساتھ ہی انھیں عالم اسلام کی عظیم علمی درسگاہ جامعۃ الازھر بھیج دیا گیا جہاں سے تخصص فی الحدیث کی سند حاصل کرنے کے بعد وطن واپس تشریف لائے۔

مزید حکم صادر ہوئے۔ پھر نمل یونیورسٹی میں Mphil اچھے نمبرز میں پاس کرنے پر مرشد کریمؒ نے بہت ہی پیار سے نوازتے ہوئے PHD کرنے کی طرف اشارہ دے دیا۔ آپ ماشاء اللہ بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ عربی، اردو، انگریزی، پشتو اور پنجابی زبان پر مکمل عبور رکھتے ہیں۔

یہ بھی ایک بڑی حقیقت ہے کہ زندگی کے اس دورانیے میں بھی مرشد کریمؒ کی خاص تربیت کے حصار میں رہے ہیں۔ ہمیشہ اپنی خواہش و آرزو پر مرشد گرامیؒ کے حکم کو ترجیح دیتے۔ اعراس کے موقع پر چوبیس چوبیس گھنٹے آپ سے لنگر کی نگرانی کی ڈیوٹی لی جاتی رہی۔ آنے والے خاص مہمانوں کی خدمت بھی آپ کے ذمہ رہی ہے۔ لیکن کیا مجال کبھی سستی اور غفلت قریب آئی ہو۔ درحقیقت اس رنگ میں مجاہدہ و ریاضت کی منزل سے گزارا جا رہا تھا۔ بڑی استقامت و ہمت سے یہ کٹھن مراحل طے کر کے مرشدی بارگاہ میں حاضر رہے اور ہمیشہ اپنے مزاج پر مرشدی راج قائم رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے خاص کرم نوازی کے مستحق ٹھہرے۔ کیونکہ خانقاہی نظام میں فیض کے حصول کے لیے شیخ کامل کے حضور مرنے سے پہلے مرنا پڑتا ہے اور جو ہر حال میں اور ہمہ وقت بارگاہ میں خاک نشین کی حیثیت میں حاضر رہتا ہے اُسی باہمت اور با ادب وجود کو مسند نشین و سجادہ نشین بنایا جاتا ہے۔

حضور خوشبوئے شیخ العالمؒ قبلہ پیر سلطان العارفین صدیقی کو مسند نشینی کی یہ عظیم سعادت آپ نے اپنے وصال باکمال سے 4 سال قبل ہی عنایت فرما دی تھی۔ پھر وقتاً فوقتاً خصوصی ارشادات سے دیگر آستانہ اور اداروں کے معاملات سے آگاہی فرماتے رہے۔ یہ ہیں بھی فرزندِ اکبر۔ روایت کے مطابق دستار بندی کے وقت سب سے پہلے بھی آپ کی ہی دستار بندی فرمائی گئی۔

یہ بھی حقیقت ہے

ہر جہاں دیدہ اور معقول آدمی اِس حقیقت سے بخوبی واقف ہے کہ کسی بھی ادارے کا ڈائریکٹر، تنظیم کا چیئرمین، کالج و یونیورسٹی کا پرنسپل اور ملک کا سربراہ ایک ہی ہو تو نظم و نسق صحیح چل سکتا ہے ورنہ افراتفری یقینی ہے۔ اگر روایتی خانقاہ ہو جہاں صرف سالانہ عرس اور عقیدت مندوں سے نذرانے بٹورنے ہوں پھر تو سب چل جاتا ہے لیکن حضور شیخ العالمؒ کے آستانہ کی خدمات خواہ وہ علمی ہوں، سماجی ہوں یا روحانی ہوں وہ تحریک کی صورت اختیار کر چکی ہیں۔ جس کے تحت میڈیکل کالج، یونیورسٹی، کالجز، ہسپتال، درجنوں دینی ادارے، اسلامی مراکز اور روحانی آستانے ہیں۔

زمینی حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک ہی سجادہ نشین کی قیادت و سیادت میں مرشدی مشن کو آگے بڑھانا از حد ضروری ہے اور اسی میں کامیابی کی ضمانت بھی ہے۔

بحمد اللہ ﷻ حضور شیخ العالمؒ نے اپنے قدموں میں بیٹھا کر اپنے ارادت مندوں کی تربیت فرمائی ہے۔

دار العلوم محمدیہ محی الاسلام صدیقیہ

اس لیے 99 فیصد افرادِ سلسلہ، علماء کرام اور خلفائے عظام نے بغیر کسی تاخیر کے سجادہ نشین حضرت علامہ ڈاکٹر پیر سلطان العافین صدیقی صاحب کو دل و جان سے امین فیضان خواجگان نیریاں شریف تسلیم کرتے ہوئے اُن کی راہنمائی میں مرشدی مشن آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے اور سارے کے سارے اُن کے حکم پر لبیک کہنے کے منتظر رہتے ہیں۔

ماشاء اللہ اُنھوں نے دو چار سالوں میں اپنی خداداد صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے۔ جو ادارے زیرِ تکمیل تھے اُنھیں مکمل فرمایا۔ جو بند تھے وہ عوام الناس کے فائدے کے لیے کھول دیئے گئے۔ پہلے سے جاری اداروں کی مالی معاونت کرتے ہوئے نئے ادارے قائم کیے جا رہے ہیں۔ سب سے مشاورت کرتے ہوئے کامیابی کا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔

المختصر اس کے ساتھ ساتھ بھی متوسلین کی دلجوئی کے لیے والہانہ محبت و شفقت سے پیش آتے ہیں۔ صورت و سیرت میں حضور شیخ العالمؒ کے مظہر دکھائی دیتے ہیں۔ ہمہ وقت بڑی ہمت اور جرات کے ساتھ راہ کی ہر رکاوٹ و گراوٹ کی پرواہ کیے بغیر مجاہدانہ کردار ادا کرنے میں مصروف ہیں۔ محافل میں نور و سرور، ذات و صفات میں مرشدی خُو بھی اور خوشبو بھی۔

مرشدؒ کا جانشین اِک ماہِ مبین ہے
سلطان العارفین تو سلطان العارفین ہے
زندگی گزاری شیخؒ کے قدموں میں اس طرح
سوچا وہی کیا وہی چاہتے تھے جس طرح
بنایا جو حیات میں مسند نشین ہے
صورت میں اپنے شیخؒ کے جلوے لیے ہوئے
سیرت میں اُن کے مشن کے جذبے لیے ہوئے
لا ریب بس یہی تو سجادہ نشین ہے
ہیں باطنی تطہیر کے رتبے جنھیں ملے
جن کے لیے ہیں فیض کے سب در کھلے
سالک امانتوں کا یہی تو امین ہے
سلطان العارفین تو سلطان العارفین ہے

الحمداللہ! دس دروسِ مثنوی کی ترتیب بھی ایک خواب کی تعبیر ہے۔ آپ کے حکم پر پیش کیے جا رہے ہیں۔ آیئے! آخر میں ہم صمیم قلب سے بارگاہِ الٰہی میں خواجگان ذی وقار اور حضور شیخ العالمؒ کے وسیلے سے التجاء کرتے ہیں کہ وہ حضور سجادہ نشین کے وجود کو سلامت رکھے اور ہمیں اُن کی راہنمائی میں آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

دعائیہ کلام

یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ پالنہار یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ
حاضر ہیں تیرے بندے تیرے دربار یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ
ستائے غم کے مارے کی ہے پکار یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ
بلاؤں میں وباؤں میں مدد درکار یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ
تو ہی خالق تو ہی مالک کردگار یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ

مرضوں کی مشقت میں تیرے بندے تڑپتے ہیں
بیچارے درد کے مارے ہر لحظہ ترستے ہیں
شفا کے منتظر ہیں یہ سبھی بیمار یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ

کرونا وائرس نے بھی پریشاں کر دیا سب کو
جس کی ہولناکی نے حیراں کر دیا سب کو

تو ہی شافی تو ہی کافی مددگار یا اللہ ﷻ

بڑھاپے کی نذر ہو کے جو مجبور بیٹھے ہیں
اپاہج ہاتھ پاؤں سے جو معذور بیٹھے ہیں
تو ہی رب تو ہی رحمان تو غمخوار یا اللہ ﷻ

گناہوں کی نحوست نے تباہی یوں مچائی ہے
جہاں بھر کے میداں میں ہماری جگ ہنسائی ہے
تو ہی مولا تو ہی داتا تو ہی غفار یا اللہ ﷻ

دیہاڑی دار بے روزگار جن کے کام چھوٹے ہیں
اک عرصہ سے خوشی کے دن بھی جن سے روٹھے ہیں
کرم سے دے انہیں بہتر روزگار یا اللہ ﷻ

عبادت میں ریاضت میں ملیں جو قرب کے جلوے
تشہد میں تلاوت میں ملیں وہ قرب کے جلوے
سدا تیرے ہی جلوؤں میں رہیں سرشار یا اللہ ﷻ

وجودِ مرشدِ کاملؒ میں جو اطوار دیکھے ہیں
خدا ﷻ کے واسطے سب سے اُن کے پیار دیکھے ہیں
عطا ہوں سب وجودوں میں وہی افکار یا اللہ ﷻ

ہیں ذات پاک کے مظہر مدینے والے آقا ﷺ ہیں
میرے ھادی میرے رہبر مدینے والے آقا ﷺ ہیں
ہو جائے تیرے محبوب ﷺ کا دیدار یا اللہ ﷻ

موت آئے محبت میں رضا میں تیری جینا ہو
نبی ﷺ کے عشق میں مولا ﷻ سینہ بھی مدینہ ہو
ملیں سالک صدیقی کو تیرے انوار یا اللہ ﷻ